COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

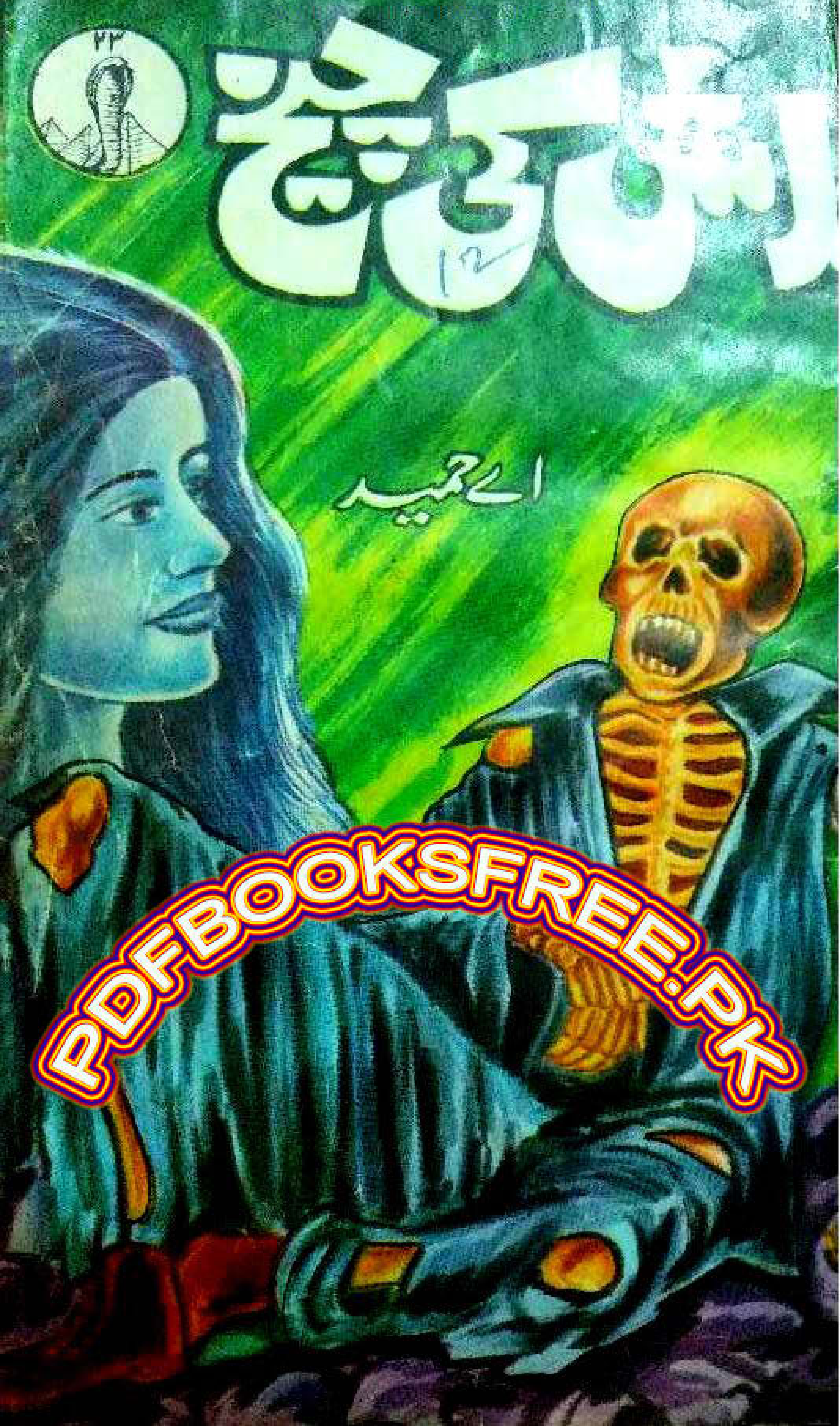

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

Scan by
Muhammad Arshad

ناگ، ماریا اور عنبر کی واپسی

کے پانچ ہزار سالہ سفر کی سنسنی خیز داستان

لاش کی چیخ

PDFBOOKSFREE.PK

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سرورق پروڈکشن: اجالا
جلال انور

ترتیب و پیشکش

محمد ارشد

پاکستان ورچوئل لائبریری

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ

بار اول : ۱۹۸۱ء
تعداد : دو ہزار
قیمت : چار روپے
نیا مکتبہ اقرأ — ۲۰/بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور
طابع : الجمعہ پرنٹرز، لاہور

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

پیارے دوستو!

جادو کی ترشول خاموش تھی۔ راجہ بار بار اس سے سوال پوچھ رہا تھا۔ اس کو حکم دے رہا تھا مگر ترشول پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا ترشول کے اندر ناگ قید تھا۔ راجہ نے اپنی آنکھوں سے ناگ کو سانپ بن کر باہر نکلتے اور سادھو کے سارے حکم مانتے اور سوال پورے کرتے دیکھا تھا۔ تو کیا سادھو کے قتل ہو جانے سے ترشول کا جادو تو غائب نہیں ہو گیا؟ وزیر نے راجہ سے کہا کہ جس جگہ سادھو کو قتل کیا گیا ہے وہاں چل کر دیکھا جائے۔ ایسا لگتا ہے کہ ترشول کا ایک کیل اکھڑ کر وہاں گر گیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اسی کیل میں ترشول کا سارا جادو چھپا ہوا ہو۔ راجہ نے وزیر کو ساتھ لیا اور رات کے اندھیرے میں پہاڑی کے جنگل کی طرف روانہ ہو گیا۔ وزیر کی نیت خراب ہو چکی تھی۔ اس کے بعد کیا ہوا۔ آپ خود پڑھیے تو لطف اٹھائیں گے۔

— اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

○ بارش کا طوفان اور دیا
○ بے ایمان سوداگر
○ ترشول ٹوٹ گیا۔
○ لاش کی چیخ

بارش کا طوفان اور دیا

راجہ پریشان ہو گیا۔

ترشول کا جادو کس نے غائب کر دیا تھا۔ اس نے اپنی آنکھوں سے ترشول میں سے جادو کے زور پر ناگ کو نکل کر سادھو کے سوال پورے کرتے دیکھا تھا۔ اب ترشول خاموش تھا اور کوئی سوال پورا نہیں کر رہا تھا۔ راجہ نے اپنے وزیر سے مشورہ کیا کہ اس کے خیال میں ترشول کا جادو کس نے چھین لیا ہے؟

وزیر نے کہا:

"مہاراج! جس جگہ سادھو کو قتل کیا گیا ہے۔ وہاں کوئی آسیب نہ ہو جس نے ترشول کا اثر ختم کر دیا۔"

راجہ نے کہا:

"ترشول کو غور سے دیکھو۔ کیا یہ وہی ترشول ہے نا جس کا جادو سادھو نے ہمیں دکھایا تھا؟"

وزیر نے ترشول کو اُلٹ پلٹ کر دیکھا۔ ترشول کی تینوں چھریاں اُوپر کو اُٹھی ہوئی تھیں۔ یہ بالکل وہی ترشول تھا جس کے جادو کا کرشمہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سادھو نے دکھایا تھا۔ اچانک وزیر نے دیکھا کہ ترشول کے دستے پر جو سونے کے دو کیل یعنی میخیں لگی ہوئی تھیں ان میں سے ایک غائب ہے۔

وزیر نے راجہ کو ترشول کا دستہ دکھا کر کہا:

"مہاراج! میرا خیال ہے کہ سونے کی کیل کے اکھڑنے سے ترشول کا جادو بیکار ہو گیا ہے۔"

راجہ نے کہا:

"ایک سونے کی کیل اکھڑنے سے سارے ترشول کا جادو کیسے ختم ہو سکتا ہے؟"

وزیر بولا:

"مہاراج یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ترشول کا سارا جادو اسی ایک سونے کی کیل میں ہو۔"

راجہ نے پوچھا:

"تمہارے خیال میں کیل کہاں چلا گیا؟ کیا جلادوں میں سے کسی نے نکال لیا ہے؟"

وزیر نے کہا:

"مہاراج! پہلے ہمیں اس جگہ چل کر تلاش کرنا چاہیئے جہاں سادھو کو قتل کیا گیا ہو سکتا ہے وہاں نکل کر گر گیا ہو۔ اگر وہاں نہ ملا۔ تب جلادوں کو پکڑ لیں گے۔"

راجہ نے اسی وقت گھوڑے نکلوائے۔ دونوں اس پر سوار ہو کر پہاڑی پر پہنچے۔ رات کا پچھلا پہر ہو چکا تھا۔ ستاروں سے بھرا ہوا آسمان روشن تھا۔ وزیر اور راجہ کے ساتھ دونوں جلاد بھی مشعلیں روشن کیے ساتھ تھے۔ مشعلوں کی روشنی میں انہوں نے وہ جگہ دیکھی جہاں پر سادھو کو قتل کر کے اس کی ترشول چھینی گئی تھی۔ وہاں خشک گھاس اگی تھی اور کہیں کہیں چھوٹے چھوٹے پتھر بکھرے ہوئے تھے۔ سونے کی کیل ہر جگہ تلاش کی گئی۔ کہیں نہ ملی۔

وزیر نے کہا:

"مہاراج! کل دن کی روشنی میں اسے تلاش کیا جائے تو شاید مل جائے۔"

راجہ دوسرے دن آنے کا سوچ کر واپس محل میں آ گیا

وزیر بڑا ہوشیار اور چالاک تھا۔ جب راجہ اپنے محل میں جا کر سو گیا تو وزیر چپکے سے اٹھا۔ اصطبل سے گھوڑا نکالا۔ ایک مشعل ساتھ لی اور محل کے پچھلے دروازے سے نکل کر سیدھا پہاڑی پر آ گیا۔ یہاں آ کر اس نے مشعل روشن کی اور زمین پر کیل تلاش کرنے کی بجائے سیدھا سادھو کی لاش کے پاس آ گیا۔ یہ خیال رات کو ہی اس کے دل میں آیا تھا کہ ہو سکتا ہے سادھو نے پہاڑی پر پہنچ کر ترشول میں سے جادو کی کیل نکال کر کسی جگہ الگ رکھ لی ہو۔ مگر اس نے راجہ کو نہیں بتایا تھا۔ وزیر کی نیت خراب ہو گئی تھی اور وہ جادو کی ترشول

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر قبضہ کر کے راجہ کے تخت و تاج پر قبضہ کرنا چاہتا تھا۔

وزیر نے دیکھا کر سادھو کی لاش پر چیونٹیاں ہی چیونٹیاں چڑھی تھیں۔ اس نے مشعل کا شعلہ لاش کے اوپر کیا تو تپش کی وجہ سے چیونٹیوں نے لاش پر سے اُتر کر بھاگنا شروع کر دیا۔ سادھو کی لاش ننگی ہو گئی۔ لاش کا گوشت جگہ جگہ سے کھایا جا چکا تھا۔ سادھو کے جسم پر صرف ایک لنگوٹی ہی تھی جو ابھی تک بندھی ہوئی تھی۔ وزیر نے دیکھا کر لنگوٹی میں ایک جگہ گرہ پڑی تھی اور وہاں سے کپڑا اُبھرا ہوا تھا۔ وزیر نے گرہ کھولی تو سونے کی کیل نیچے گر پڑی۔

وزیر کی باچھیں کھل گئیں۔ جلدی سے کیل اٹھا کر اپنی پوشاک کی اندر والی جیب میں رکھی۔ اور گھوڑے پر سوار ہو کر محل کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس وقت صبح ہو رہی تھی۔ وہ محل کے پچھلے دروازے سے اندر داخل ہو گیا: اسے کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ وہ اپنی خواب گاہ میں آکر سو گیا۔

دن چڑھا تو راجہ نے وزیر کو بلا کر کہا کہ چلو سورج کی روشنی میں پہاڑی پر چل کر جادو کی کیل تلاش کریں۔ کیونکہ اس کے بغیر ترشول ایک بے کار شے ہے اور وہ اس سے کوئی کام نہیں لے سکتا۔

وزیر نے کہا:

"ابھی چلئے مہاراج!"

وہ راجہ کو لے کر پہاڑی پر آگیا۔ راجہ نے وزیر کے ساتھ مل کر

سادھو کی لاش کے آس پاس ساری زمین چھان ماری مگر کیل کہیں نہ ملی۔ ناامید ہو کر راجہ نے کہا:

"سادھو کی لاش بھی دیکھ لیں۔ کہیں اس بدبخت نے کیل نکال کر اپنے منہ میں نہ چھپا رکھی ہو۔"

وزیر دل میں راجہ کی چالاکی پر ہنس پڑا۔ راجہ نے لاش کے پاس آکر دیکھا کہ وہ سیاہ چیونٹیوں سے ڈھکی ہوئی تھی۔

وزیر نے کہا:

"یہ تو آدم خور قسم کی چیونٹیاں ہیں۔ یہ ہمیں لاش کے قریب نہیں آنے دیں گی۔ اور لاش پر سے نہیں اتریں گی۔"

مگر راجہ پر تو سونے کی کیل تلاش کرنے کا بھوت سوار تھا۔ اس ترشول کی خاطر اس نے سادھو کو ہلاک کروا دیا تھا۔ راجہ نے کپڑا لے کر سادھو کی لاش کے منہ پر سے چیونٹیاں کو مار بھگایا اور پھر اس کے منہ کو کھول کر دیکھا۔ چیونٹیاں سادھو کے منہ کے اندر بھی گھسی ہوئی تھیں۔ یہ ایک ایسے آدمی کی لاش تھی جس نے ایک انسان کے ساتھ بے ایمانی کی تھی۔ یعنی عنبر کے ترشول کو چرا کر لے گیا تھا۔ اس لیے خدا نے اسے یہ سزا دی کہ اس کی لاش پہاڑی پر درندوں اور کیڑے مکوڑوں کی خوراک بننے کے لیے چھوڑ دی گئی۔ نیک اور ایماندار انسان کے ساتھ قدرت کبھی ایسا سلوک نہیں ہونے دیتی۔ راجہ نے لاش کے منہ میں غور سے اِدھر اُدھر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیکھا اور کہا:

"یہاں بھی نہیں ہے کیل اب کیا کیا جائے؟"

وزیر نے کہا:

"مہاراج! میرا تو خیال ہے کہ یہ سونے کا کیل سادھو سے کہیں راستے میں گر پڑا ہے اور کوئی مسافر اسے اٹھا کرلے گیا ہے۔"

راجہ نے پوچھا:

"تو پھر آپ کے خیال میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟"

وزیر نے راجہ کو غلط راستے پر لگاتے ہوئے کہا:

"میرا تو خیال ہے کہ ہمیں ریاست میں چاروں طرف آدمی دوڑا دینے چاہئیں کہ وہ مسافروں کی راستوں میں تلاشی لیں اور ریاست کے ہر شہر، ہر گاؤں میں سنار کے دکانداروں پر چھاپہ ماریں۔ شاید ان کے پاس کوئی جادو کی کیل فروخت کرگیا ہو۔"

راجہ کو وزیر کی یہ تجویز پسند آئی۔ کہنے لگا۔

"اچھی بات ہے۔ ہم ابھی محل میں جاکر اس حکم کا اعلان کرتے ہیں۔"

راجہ نے محل میں آتے ہی اعلان کروا دیا کہ ریاست سے باہر جانے والی ہر سڑک پر تیز رفتار گھوڑ سوار روانہ کر دیئے جائیں۔

اور وہ دُور دُور تک سفر کرتے مسافروں کی تلاشی لیں اور ریاست کے ہر شہر اور ہر گاؤں کے سنار کی دکانوں پر بھی سونے کی کیل کو تلاش کیا جائے۔

اُدھر وزیر نے اپنی سازش پوری طرح تیار کر لی تھی۔ اب وہ شام کا اندھیرا ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔ جب دن ڈوب گیا اور محل میں فانوس روشن ہو گئے تو وزیر چپکے سے اپنے کمرے میں گیا۔ اس نے جادو کا کیل نکال کر جیب میں رکھا اور راجہ کی خواب گاہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ اسے معلوم تھا کہ راجہ شام کے وقت محل کے مندر میں جا کر پوجا پاٹھ کیا کرتا ہے اور مہارانی بھی اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ وہ وزیر تھا۔ راجہ کی خواب گاہ میں داخل ہونے سے اُسے کوئی نہیں روک سکتا تھا۔ راجہ کی خواب گاہ خالی تھی۔

وزیر کو معلوم تھا کہ راجہ نے ترشول کہاں رکھی ہوئی ہے۔ وہ سیدھا پلنگ کے پیچھے آگیا۔ یہاں دیوار میں ایک بہت بڑے شیر کا بت کھڑا تھا۔ وزیر نے اس کے پیٹ میں اندر کو دھنسے ہوئے کھٹکے کو باہر کھینچا تو شیر کے پیٹ کا دروازہ کھل گیا۔ وزیر نے اندر ہاتھ ڈال کر جادو کا ترشول نکال لیا۔ ترشول کو سنبھال کر اس نے جیب سے سونے کا کیل نکالا اور اسے ترشول کے دستے میں جہاں خالی سوراخ تھا وہاں ٹھونک دیا۔

شیر کے پیٹ کو بند کر کے وہ پلنگ کے پیچھے سے باہر نکلا ہی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا کہ کیا دیکھتا ہے سامنے دروازے میں راجہ اور رانی دونوں کھڑے وزیر کو قہر آلود نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ راجہ غصے سے تھر تھر کانپ رہا تھا۔ کیونکہ اس نے وزیر کے ہاتھ میں اپنا جادو کا ترشول دیکھ لیا تھا۔ راجہ نے تلوار نیام سے کھینچ لی اور گرج کر کہا:

"اے نمک حرام وزیر! تمہاری یہ ہمت کہ ہماری خواب گاہ سے ترشول چرانے کی کوشش کرو۔"

راجہ تلوار سونت کر وزیر کی طرف بڑھا۔ یہ بڑی نازک گھڑی تھی۔ وزیر نے ترشول والے ہاتھ کو ہوا میں بلند کر کے کہا:

"اے ترشول اس راجہ کو ہلاک کر ڈال۔"

کہنے کو تو وزیر نے یہ کہہ دیا تھا مگر اصل میں وہ خود بھی تھر تھر کانپ رہا تھا۔ کیونکہ اسے پورا یقین نہیں تھا کہ ترشول کا جادو کیل لگانے سے واپس آ گیا ہے۔ کیونکہ کیل لگانے کے بعد وزیر کو ایک بار ترشول کی آزمائش کرنے کی مہلت ہی نہیں ملی تھی کہ راجہ اوپر سے آ گیا۔ وزیر نے یونہی ہوا میں تیر چلا دیا تھا کہ شاید نشانے پر جا کر بیٹھ جائے۔ اور یہ تیر عین نشانے پر جا کر لگا تھا۔

راجہ اس ڈر سے وہیں رک گیا کہ کہیں سچ مچ ترشول کا جادو زندہ نہ ہو گیا ہو۔ اور دوسری طرف ترشول میں لرزش پیدا ہوئی اور اس میں سے چنگاریاں نکلیں۔ وزیر کے چہرے پر کامیابی کی خوشی چمک اٹھی۔ دوسرے لمحے ترشول میں سے ایک تیز سرخ شعلہ نکل کر

بجلی کی طرح راجہ کے دل پر جا کر ایک زبردست آواز کے ساتھ لگا اور وہ جل کر وہیں بھسم ہو گیا۔ رانی نے تلوار نکال کر وزیر پر حملہ کر دیا۔ یہ ایک بہادر رانی تھی اور اپنے خاوند کی وفادار تھی۔ وہ تلوار سونت کر وزیر کی طرف بڑھی:

"نمک حرام! میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

مگر وزیر کے پاس جادو کا ترشول تھا۔ اس کو کیا ڈر ہو سکتا تھا۔ اس نے ترشول کو حکم دیا:

"اے ترشول! اس عورت کو بھی ہلاک کر دے۔"

ترشول میں سے بجلی کی طرح دوسرا شعلہ نکلا اور دھماکے سے رانی کے جسم پر گرا اور رانی کے جسم کو آگ لگ گئی۔ راجہ کی طرح اس کا جسم بھی شعلہ بن کر جلنے لگا اور دیکھتے دیکھتے بھسم ہو گیا۔ وزیر کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ اس نے اپنے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹیں دور کر دی تھیں۔ اب صرف ایک ہی رکاوٹ باقی رہ گئی تھی۔ یہ رکاوٹ فوجوں کے کمانڈر یعنی سیناپتی کی تھی۔ راجہ رانی تو خود بخود موت کے منہ میں آ گئے تھے۔ سیناپتی کو موت کا تحفہ دینے وزیر خود سیناپتی سے ملنے چلا۔ جادو کے ترشول کو اس اپنے چغے کے اندر چھپا لیا تھا۔ راجہ اور رانی کی جھلسی ہوئی سیاہ لاشوں کو اس نے شاہی پلنگ کے نیچے کر دیا کہ کسی کو محل میں ابھی یہ پتہ نہ چلا تھا کہ راجہ اور رانی دونوں مر چکے ہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وزیر کو معلوم تھا کہ سینا پتی اس وقت کہاں ہو گا۔ شام کے وقت وہ قلعے کی بڑی گراؤنڈ میں سپاہیوں کی پریڈ دیکھا کرتا تھا۔ وزیر راجہ کے شاہی کمرے سے باہر نکل کر بڑی راہ داری سے ہوتا سنگِ مرمر کی بارہ دریوں والے باغ میں سے گزرنے لگا۔ سامنے سے اسے راجہ کی بیٹی راج کماری کرن آتی دکھائی دی۔ اس کے ہاتھوں میں کنول کے پھول تھے۔ وزیر دل میں ہنسا کہ اسے کیا خبر اس کے ماں باپ موت کی نیند سو رہے ہیں۔ کرن بڑی بھولی بھالی لڑکی تھی۔ اس کی عمر اٹھارہ انیس برس تھی اور چہرہ پھول کی طرح تر و تازہ اور پاکیزہ تھا۔ اس نے وزیر کو دیکھ کر ادب سے نمستے کہا اور بولی:

"مہا منتری جی! میری ماتا جی کو تو آپ نے نہیں دیکھا۔ میں اُن کے لیے تازہ پھول توڑ کر لائی ہوں۔"

وزیر ایک بار پھر دل میں ہنسا۔ پگلی لڑکی نہیں جانتی کہ اس کی ماتا کی لاش اس کے پتا کی لاش کے ساتھ خواب گاہ کے پلنگ کے نیچے جل کر کباب بنی پڑی ہے۔ اس نے راج کماری کرن کی طرف دیکھ کر کہا:

"پتری، تمہاری ماتا جی تو مہاراج کے ساتھ مندر میں پوجا کرنے گئی ہوئی ہیں۔"

راجکماری کرن نے مسکرا کر بڑے بھولپن سے کہا:

اور وہ ہنستی مسکراتی مندر کی طرف چل دی۔ وزیر نے سوچا کہ یہ راجکماری بھی اس کے لیے مشکل پیدا کر سکتی ہے کیونکہ ریاست کے لوگ راج کماری سے پیار کرتے ہیں۔ وزیر نے دل میں ایک اور خطرناک فیصلہ کر لیا اور وہاں سے آگے سینا پتی سے ملنے گراؤنڈ کی طرف آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ شاہی قلعے کی گراؤنڈ میں سینا پتی ایک اونچی مچان پر بیٹھا ہے۔ اس کے آس پاس سپاہی اور جرنیل تلوار لگائے کھڑے ہیں۔ گراؤنڈ میں فوج پریڈ کر رہی ہے اور وہ ان کی پریڈ دیکھ دیکھ کر اپنی مونچھوں کو مروڑ رہا ہے۔

وزیر کو آتا دیکھ کر سینا پتی اُٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ ملا کر بولا:

"مہا منتری آج ادھر کیسے تشریف لے آئے۔ بیٹھیے۔ پدھاریئے۔ پدھاریئے۔"

وزیر کچھ دیر سینا پتی کے پاس بیٹھا فوج کی پریڈ دیکھتا رہا۔ اس ساری فوج کی کنجی سینا پتی کے ہاتھ میں تھی۔ اگر سینا پتی اس کے ساتھ مل جائے تو باقی رکاوٹ بھی دور ہو جائے گی۔ وقت بہت کم تھا۔ راجہ رانی کی موت کا راز کسی وقت بھی کھل سکتا تھا۔ وزیر اپنا کام جلد سے جلد کرنا چاہتا تھا۔ اس نے سینا پتی کے کان میں کہا:

"سینا پتی جی! مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔"

سینا پتی نے مونچھوں کو مروڑتے ہوئے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وزیر سیناپتی کو اپنے ساتھ گراؤنڈ سے ہٹ کر ایک اونچی [illegible] کے پاس بارہ دری میں لے آیا۔ سیناپتی نے تیز تلوار نکال رکھی تھی اور فوجی لباس میں تھا۔ بولا:

"فرمایئے مہامنتری جی! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟"

وزیر نے ایک گہرا سانس لے کر کہا:

"سیناپتی! اگر میں ابھی اسی وقت راج گدی پر قبضہ کر لوں اور مہاراج بن جاؤں تو کیا آپ میرا ساتھ دیں گے؟"

یہ سن کر سیناپتی کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ اس کا چہرہ غصے سے لال ہو گیا۔ اس کا ایک ہاتھ تلوار کے دستے پر چلا گیا اور وہ طیش بھری آواز میں بولا:

"مہامنتری یہ بغاوت ہے اور میں باغی کا سر قلم کرنے کے لیے یہاں محل میں بیٹھا ہوں۔"

وزیر نے جادو کا ترشول باہر نکال لیا اور گرج دار آواز میں کہا:

"سیناپتی! میں تمہیں آخری موقع دیتا ہوں۔ سوچ سمجھ لو۔ میرے ساتھ مل جاؤ گے تو میں تمہیں اپنا مہامنتری بنا لوں گا۔ اگر مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کرو گے تو زندہ نہ رہو گے۔"

یہ ایک بڑا کھلا چیلنج تھا جسے بہادر اور راجہ کے وفادار سیناپتی

نے قبول کر لیا اور تلوار کھینچ کر وزیر پر حملہ کرنے کے لیے بڑھا۔ اسی دوران میں وزیر نے ترشول اوپر اٹھا کر کہا:

"اے ترشول! اسے قتل کر دے!"

ترشول سے چنگاریاں نکلیں اور وزیر کے ہاتھ سے اڑ کر ایک گونج کے ساتھ سیدھا سیناپتی کے سینے میں جا کر اتر گیا۔ سیناپتی کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ گئی۔ اس کے سینے سے خون کا فوارہ ابل پڑا۔ ترشول اس کے سینے سے نکل کر دوبارہ زور سے اس کے سینے میں جا کر لگی۔ سیناپتی آواز نکالے بغیر بارہ دری میں گر پڑا اور مر گیا۔

آدھ گھنٹے کے اندر اندر محل میں تین خون ہو گئے تھے۔ راجہ، رانی اور سیناپتی مارے جا چکے تھے۔ اس کے ساتھ ہی وزیر بھاگ کر پریڈ گراؤنڈ میں پہنچ گیا۔ اب بڑی ہوشیاری کی ضرورت تھی۔ لوہا گرم تھا۔ اس پر آخری چوٹ لگانے کا وقت آ گیا تھا۔ وہ سیدھا سیناپتی کی مچان پر چڑھ کر کھڑا ہو گیا۔ سیناپتی کے سارے جرنیل بھی وہاں کھڑے تھے۔ ان میں ایک جرنیل کا نام بکرم سنگھ تھا۔ وزیر کو معلوم تھا کہ بکرم سنگھ سیناپتی کے خلاف ہے اور اس کی جگہ خود سیناپتی بننے کے خواب دیکھ رہا ہے۔ وہ دبی زبان سے ایک بار وزیر سے اس خواہش کا ذکر بھی کر چکا تھا۔ وزیر نے ترشول والا ہاتھ اوپر اٹھا کر سپاہیوں سے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ریاست کے سپاہیو! میری بات غور سے سنو! مجھے دیوتا اندر پوری نے اس ریاست کا راج چُن لیا ہے۔"

اس اعلان کے ساتھ ہی سپاہیوں میں شور سا مچ گیا۔ جرنیلوں نے تلواریں نکال لیں۔

وزیر نے فوراً کہا:

"سنو! دیوتا اندر پوری کو اگر تم لوگوں نے ناراض کیا تو وہ اس شہر پر آگ کی بارش کر کے اسے تباہ و برباد کر دے گا۔ دیوتا اندر پوری نے اپنی نشانی کے لیے مجھے اپنا ترشول دیا ہے۔ میں تمہیں اس کی کرامت دکھاتا ہوں۔"

وزیر نے ترشول کو حکم دیا:

"اے ترشول! میدان کے خالی حصے پر آگ کی بارش کر دے۔"

ترشول میں سے چنگاریاں نکلیں اور اس کے بعد سرخ شعلوں کے تیر نکل نکل کر میدان کے اس حصے پر گرنے لگے جہاں سپاہی نہیں تھے۔ اس کرامت کو دیکھ کر سب ڈر گئے اور انہوں نے "مہاراج کی جے ہو — اندر دیوتا کی جے" کے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔

وزیر نے اس کے ساتھ ہی اعلان کیا:

"تمہارا سیناپتی اور راج رانی کو اندر دیوتا نے اپنے پاس سورگ میں بُلا لیا ہے۔ اور آج سے میں راجہ ہوں اور فوج کا سیناپتی بکرم سنگھ کو مقرر کرتا ہوں۔"

بکرم سنگھ بڑا خوش ہوا۔ اس کا خواب پورا ہو گیا تھا۔ اس نے اپنی تلوار نکال کر وزیر کے آگے رکھ دی اور کہا:

"میں نئے راجہ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔"

پھر اس نے سپاہیوں اور دوسرے جرنیلوں سے مخاطب ہو کر کہا:

"میرے بہادر سپاہیو! آج سے میں تمہارا سیناپتی ہوں اور میں تمہاری تنخواہ بڑھا رہا ہوں۔"

سپاہیوں نے خوش ہو کر سیناپتی کی جے ہو کے نعرے لگائے۔ وزیر نے بکرم سنگھ سے ہاتھ ملایا اور دوسرے جرنیلوں نے وزیر کے آگے اپنے اپنے سر جھکا کر اعلان کیا کہ وہ اندر دیوتا کی مرضی کے مطابق اپنے نئے راجہ کے وفادار رہیں گے۔

وزیر نے محل میں آ کر سیناپتی بکرم سنگھ سے کہا:

"راج کماری کرن کو فوراً گرفتار کر کے تہہ خانے میں بند کر دیا جائے۔"

بکرم سنگھ تو حکم کا غلام تھا۔ فوراً سر جھکا کر بولا:

"مہاراج ایسا ہی ہو گا۔ ابھی راج کماری کرن کو خود جا کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گرفتار کرتا ہوں:

اب وزیر ریاست کا راجہ بن بیٹھا۔ جادو کا ترشول وہ بہت سنبھال کر رکھنا چاہتا تھا۔ اس لئے اپنے خاص کمرے میں دیوار کے اندر ایک خفیہ طاق بنایا۔ اس میں ترشول کو رکھ دیا۔ اب وزیر راجہ بن کر راج گدی پر بیٹھ گیا۔

دوسری طرف ماریا اور عنبر گھوڑوں پر سوار سفر دلی سے ہمالیہ کی پہاڑیوں کی طرف درگا دیوی کے مندر کی طرف سفر کر رہے تھے۔ انہیں معلوم ہوا تھا کہ وہ سادھو جس کے پاس جادو کی ترشول ہے اور جس ترشول میں ناگ قید ہے وہ درگا دیوی کے مندر کی طرف گیا ہے۔ انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ اس سادھو کو ریاست باغپت کے وزیر نے ہلاک کروا کر ترشول اپنے قبضے میں کر لیا ہے اور وہ ریاست کا راجہ بن کر بیٹھ گیا ہے۔ ماریا اور عنبر کو سفر کرتے کچھ روز ہو گئے تھے۔ وہ گھوڑوں پر سوار ہو کر سفر کر رہے تھے۔ ماریا گھوڑے پر بیٹھی نظر نہیں آتی تھی۔ صرف اس کا خالی گھوڑا عنبر کے گھوڑے کے ساتھ ساتھ سفر کرتا تھا۔ ماریا صرف اس شے کو غائب کر سکتی تھی جو اس کے ہاتھ میں آ جائے۔ یعنی جو زمین سے اٹھا کر ماریا کے دونوں ہاتھوں یا کندھے یا سر پر رکھی جا سکے۔ جس چیز کی ٹانگیں زمین پر ہوں اس کو ماریا غائب نہیں کر سکتی تھی۔ چونکہ گھوڑے کا تعلق زمین کے ساتھ رہتا تھا اس لیے

وہ دکھائی دے رہا تھا۔ اگر ماریا گھوڑے کو زمین سے اوپر اٹھا سکتی تو گھوڑا بھی اس کے ساتھ ہی غائب ہو سکتا تھا۔

عنبر نے ایک جگہ پہنچ کر ماریا سے کہا:

"یہاں ایک ندی بہتی ہے۔ کیوں نہ غسل کر لیا جائے۔"

"میرا بھی نہانے کو دل چاہ رہا ہے۔"

وہ گھوڑے سے اتر پڑے۔ انہوں نے ندی کے ٹھنڈے پانی میں غسل کیا۔ کپڑے دھو کر دھوپ میں سکھائے۔ درختوں سے تازہ پھل توڑ کر کھایا اور کچھ دیر آرام کرنے کے بعد پھر گھوڑوں پر سوار ہو کر درگا دیوی کے مندر کی طرف روانہ ہو گئے۔ دس روز کے سفر کے بعد وہ درگا دیوی کے مندر کے پاس پہنچ گئے۔

یہ مندر پہاڑی کے اوپر پتھروں کے اندر تراش کر بنایا گیا تھا۔ ہندو لوگ دور دور سے آ کر اس مندر میں درگا مندر کی پوجا کرتے تھے۔ ایک پجاری اس کا مالک بنا بیٹھا تھا۔ وہ آنے والوں سے پجاری ٹیکس وصول کرتا اور جب تک ہر مسافر ایک اشرفی نہ دیتا وہ اسے درگا دیوی کے درشن نہیں کرنے دیتا تھا۔

اتفاق کی بات ہے کہ مرہٹہ سردار ہولکر راؤ کا گرو دیو جس نے سب سے پہلے ناگ کو ترشول میں قید کر کے ترشول مرہٹہ سردار کو دی تھی اسی مندر کی ایک جانب چٹان کے اندر رہتا تھا اور پوجا پاٹھ کرتا تھا۔ ماریا عنبر کو اس کے بارے میں کچھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

معلوم نہیں تھا۔ مندر سے کچھ دور دونوں رُک گئے اور گھوڑے سے اُتر آئے۔

عنبر نے ماریا سے کہا:

"تم میرے ساتھ رہنا ماریا بہن! میں نے اس سادھو کو دیکھا تو نہیں لیکن ترشول سے میں اسے پہچان لوں گا۔ آؤ اب چلیں اور ہاں ــــــ جب تک اس کی ضرورت نہ پڑے۔ تم کوئی حرکت نہ کرنا!"

ماریا نے کہا کہ وہ ان باتوں کا خیال رکھے گی۔ انہوں نے اپنے گھوڑے چرنے کے لیے وادی میں کھلے چھوڑ دیئے اور خود درگا مندر کی طرف روانہ ہوئے۔ ایک پہاڑی راستہ مندر کو جاتا تھا۔ وہ اس پر چلتے مندر کے دروازے پر پہنچ گئے۔ ایک تلسی کا بہت بڑا درخت مندر کے صحن میں اُگا ہوا تھا جس کی چھاؤں میں چبوترے پر بیل کا بت بنا ہوا تھا۔ اس بت پر سیندور ملا ہوا تھا جس سے وہ سرخ ہو رہا تھا۔ بیل کے گلے میں پھولوں کے ہار تھے۔ بڑا پجاری مندر کے دروازے پر لکڑی کی بڑی چوکی پر اپنا موٹا پھولا ہوا پیٹ باہر نکالے آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا اور مندر میں جانے والوں سے ایک ایک اشرفی لیے جاتا تھا۔ ایک بوڑھی عورت لاٹھی ٹیکتی آئی اور اس نے پجاری کو ایک جلتا ہوا چراغ دے کر کہا:

"مہاراج! میرے پاس اس چراغ کے سوا کچھ نہیں۔ میں غریب بیوہ عورت ہوں۔ میں نے اپنے سفید بالوں کو کاٹ کر اس کی بتی بنا کر اس چراغ کو روشن کیا ہے۔ مجھے درگا دیوی کے درشن کرنے دیں!"

موٹے پجاری نے حقارت سے بوڑھی عورت کو دیکھا اور کہا:

"لے جا اس چراغ کو مائی۔ پیچھے ہٹ اور دوسروں کو درشن کے لیے اندر آنے دو!"

پجاری نے ہاتھ سے بوڑھی عورت کو پیچھے دھکا دیا۔ عورت گرتے گرتے بچی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ لوگ ایک ایک اشرفی دے کر مندر کے اندر جا رہے تھے اور درگا دیوی کے درشن کر کے دوسرے دروازے سے باہر نکل رہے تھے۔ بوڑھی عورت نے پجاری کی رو رو کر منتیں کیں کہ بھگوان کے لیے مجھے درشن کر لینے دو۔ میں غریب بوڑھی عورت ہوں۔ میرے بال سفید ہو چکے ہیں۔ مجھ سے چلا نہیں جاتا۔ پھر بھی مجھے درگا دیوی کی محبت بڑی دور سے کھینچ کر یہاں لائی ہے۔ مگر مغرور پجاری نے بوڑھی عورت کو دھتکار دیا اور مندر میں داخل نہ ہونے دیا۔

بے چاری عورت نے باہر تلسی کے درخت کے چبوترے پر اپنا چراغ رکھ دیا۔ ماریا اور عنبر ایک طرف بیٹھے یہ سارا تماشا دیکھ رہے تھے۔ عورت کا چراغ دن کی روشنی میں خاموشی سے جل رہا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے عنبر سے کہا:

"مجھے اس بوڑھی عورت پر بڑا ترس آتا ہے بے چاری نے اپنے سفید بالوں کی بتی بنا کر اس چراغ میں جلائی ہے۔ حرامی پجاری کو دیکھو کیا سانڈ بنا بیٹھا ہے۔"

عنبر نے کہا:

"کیا تم اس بوڑھی عورت کو گود میں اٹھا سکتی ہو؟ میرا مطلب ہے کہ جب تم اسے گود میں اٹھا لو گی تو یہ خود بخود غائب ہو جائے گی۔ پھر تم اسے اندر لے جانا۔"

ماریا نے کہا:

"بڑی کمزور سی گڑیا سی بوڑھی عورت ہے۔ اس کو میں بڑی آسانی سے گود میں اٹھا لوں گی۔"

عنبر بولا:

"تو پھر اس محبت کی ماری غریب عورت کو درگا دیوی کے درشن کرا دو۔ ہم سادھو کو بعد میں تلاش کر لیں گے۔"

"اچھا۔"

یہ کہہ کر ماریا اس چبوترے کے پاس آ گئی جہاں بوڑھی عورت اپنے جلتے ہوئے چراغ کے پاس بیٹھی، سر جھکائے بڑی حسرت سے

مندر کے اندر جانے والوں کو تک رہی تھی۔ اس کی بوڑھی آنکھوں میں آنسو تھے۔ ماریا نے بوڑھی عورت سے کوئی بات نہ کی۔ جاتے ہی اسے خاموشی سے اپنی گود میں اٹھا لیا۔ بوڑھی عورت ایک دم سے غائب ہو گئی۔ کیوں کہ وہ زمین سے کٹ کر ماریا کے بازوؤں میں آ گئی تھی۔ بوڑھیا بڑی ہلکی تھی۔ ماریا کو یوں لگا۔ جیسے اس نے کسی ننھی سی بلی کو اٹھا رکھا ہو۔ بوڑھی عورت کی آنکھیں حیرت سے کھل گئیں۔ وہ دہشت زدہ ہو گئی۔ اور لکڑی اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ اس نے چیخ کر کچھ بولنا چاہا ہی تھا کہ ماریا نے بڑی میٹھی آواز میں اس کے کان میں کہا:

"ماں! میں درگا دیوی کی بہن ہوں۔ مجھے دیوتاؤں نے آسمان سے تمہاری خاطر بھیجا ہے۔ میں تمہیں اپنے ساتھ لے جا کر درگا دیوی کے درشن کراؤں گی۔ مگر تم کسی کو بتانا کچھ نہیں۔ خاموش رہنا۔"

بوڑھی عورت کے چہرے پر خوشی کی چمک آ گئی۔ اس نے سر ہلا کر کہا:

"جے درگا ماتا کی۔"

ماریا مندر کے دروازے پر آ گئی۔ موٹا پجاری سانڈ کی طرح بیٹھا اندر جانے والوں سے ٹیکس وصول کر کے ایک صندوقچی میں ڈالے جا رہا تھا۔ ماریا بڑے آرام سے اس کے قریب سے گزر کر مندر میں داخل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہو گئی۔ مندر کے اندر ایک کمرہ تھا۔ جس کی دیوار کھود کر درگا دیوی کا سرخ بت بنایا گیا تھا۔ یاتری اس کے درشن کرتے۔ ہاتھ جوڑ کر پرنام کرتے اور درگا دیوی کے قدموں میں پھول، چاول، پھل وغیرہ رکھ کر دوسرے دروازے سے باہر نکل جاتے۔ ماریا نے اندر جاتے ہی بوڑھی عورت کو گود سے اتار دیا۔ وہ سب کو نظر آنے لگی۔ عورت نے آگے بڑھ کر درگا دیوی کو جھک کر پرنام کیا اور کہا:

"درگا ماتا! میرے پاس تمہارے قدموں میں نچھاور کرنے کے لیے سوائے میری آنکھوں کے آنسوؤں کے اور کچھ نہیں ہے۔ مجھے معاف کر دینا۔ میرے آنسوؤں کا نذرانہ قبول کر لینا۔"

بوڑھی عورت نے سر جھکایا تو اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے ٹپ ٹپ درگا دیوی کے قدموں پر گرنے لگے۔ ماریا نے محسوس کیا کہ درگا دیوی کے چہرے پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ آگئی اور بت کی آنکھیں ایک دم سے جیسے زندہ ہو گئیں اور انہوں نے ایک شفقت بھری نظر بوڑھی عورت پر ڈالی۔ ان آنکھوں سے مہر و محبت کی ایک سبز روشنی نکل کر بڑھیا پر پڑی جس سے اس کا سارا جسم نورانی ہو گیا۔ دوسرے لوگوں نے چونک کر بوڑھیا کی طرف دیکھا۔ بوڑھیا کے چہرے پر نور مسکرا رہا تھا۔ یاتریوں نے جے درگا ماتا۔ جے درگا ماتا کا شور مچا دیا۔ موٹا پجاری بھاگ کر اندر آیا کہ دیکھے کیا ہو رہا ہے۔

اس کی نظر بوڑھی عورت پر پڑی تو وہ غصے سے اس کی طرف بڑھا۔ غصے میں اسے یہ بھی دکھائی نہ دیا کہ درگا دیوی کی آنکھوں سے نور کی روشنی نکل کر بوڑھیا کے چہرے پہ پڑ رہی ہے اور اس کا جسم نور ہی نور میں ڈوب گیا ہے۔

اس نے بوڑھی عورت کو کھینچ کر کہا:

"تو اندر کیسے آگئی مکار بوڑھیا؟"

اس کے ساتھ ہی درگا دیوی کے بت کی آنکھوں کی روشنی بجھ گئی۔ مگر بوڑھی عورت کا چہرہ اسی طرح نورانی تھا۔ وہ مسکرا رہی تھی۔ اس نے کہا:

"مہاراج! مجھے درگا ماتا خود اندر لائی ہے۔"

"تو بکواس کرتی ہے۔ چل نکل یہاں سے۔"

اور پجاری نے بوڑھی عورت کو باہر کی طرف کھینچا۔ درگا دیوی کے بت نے کوئی حرکت نہ کی۔ لیکن اب ماریا سے خاموش نہ رہا گیا۔ اس نے پجاری کی گردن پر ایک ایسا مکا مارا کہ وہ قلا بازیاں کھاتا ہوا باہر جا گرا۔ بوڑھی عورت کو ماریا نے گود میں اٹھا لیا۔ پجاری نے اپنی گردن ملتے ہوئے پلٹ کر اندر دیکھا تو بوڑھی عورت غائب تھی۔ اب پجاری بھی خوف زدہ ہو گیا اور جلدی سے اپنی چوکی پر آ کر اشلوک پڑھنے لگا۔ پھر جو اس نے تلسی کے درخت کی طرف دیکھا تو وہی بوڑھی عورت چبوترے پر بیٹھی تھی اور اس کے چہرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے نور برس رہا تھا۔ چراغ خاموشی سے اس کے پاس جل رہا۔

ماریا نے عنبر سے کہا:

"سب ٹھیک ہوا نا؟"

عنبر بولا:

"بالکل ٹھیک ہوا۔ اس عورت کے دل میں درگا ماتا کے لیے جو محبت ہے۔ اس نے اس کے چہرے پر نور بکھیر دیا ہے۔ بڑی نیک اور پاک باز عورت ہے یہ۔ اصل میں نیکی اور پاک بازی کا اپنا ایک نور ہوتا ہے۔ جو ہر نیک بچی نیک لڑکی اور نیک لڑکے کے چہرے کو نورانی بنا دیتا ہے۔ ایسی لڑکی اور لڑکا بڑھاپے تک خوب صورت رہتے ہیں اور یہ نور، پاک بازی اور نیکی اپنے دل اور دماغ کو بُرے خیالوں سے پاک رکھنے، بڑوں کا ادب کرنے اُن کی خدمت کر کے ان کی دعائیں لینے اور خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے سے آتی ہے۔"

ماریا نے کہا:

"کیوں نہیں۔ ہمارا عیسائی مذہب بھی یہی تعلیم دیتا ہے کہ نیک بنو، سچے بنو، اپنے دل کو گناہ بھرے خیالوں سے پاک رکھو۔"

"اس میں کوئی شک نہیں ماریا۔ مسلمانوں پر حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کی محبت اور احترام فرض ہے۔ ہم اُن سے بھی محبت کرتے ہیں اور عقیدت رکھتے ہیں۔ وہ اللہ کے نبیؑ تھے۔"

ماریا اور عنبر یہ باتیں کر رہے تھے کہ اچانک بادل آ گئے۔ اور ہوا چلنے لگی۔ پھر طوفانی آندھی چلنے لگی اور ساتھ ہی بڑے زور کی ش شروع ہو گئی۔ درخت شائیں شائیں کرنے لگے۔ لوگ بھاگ مندر کے اندر جا چھپے۔ پجاری بھی اندر چلا گیا۔ وہ ابھی تک حیران کہ اس کی گردن پر کس نے مُکا مارا تھا۔ وہ کچھ گھبرایا ہوا تھا۔ ان بڑے زور سے چل رہا تھا۔ بارش زوروں پر ہو رہی تھی۔ ہوا جھکڑ چیخ رہے تھے۔

اس بارش اور آندھی کے طوفان میں لوگوں کی نظر جب مُکتی کے ت کے چبوترے پر پڑی تو حیرت سے ان کی چیخیں نکل گئیں۔ اس ت کے نیچے بوڑھی عورت کا جلایا ہوا چراغ اسی طرح جل رہا اس کی لو انگلی کی طرح اوپر کو اٹھی ہوئی تھی جیسے کہہ رہی خدا ایک ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تیز ہواؤں بارش کا اثر چراغ کی لو پر بالکل نہیں ہو رہا تھا۔ بوڑھی عورت چہرے پر بھی نور تھا اور وہ مسکرا رہی تھی۔ اس پر نہ بارش رہی تھی نہ تیز آندھی اسے اپنی جگہ سے ہلا رہی تھی۔ لوگوں نے ے ماتا جے ماتا" کے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے کہا:

"اس بوڑھی عورت کے اندر اس کی محبت اور عقیدت نے خدا کے نور کو بیدار کر دیا ہے۔"

بوڑھی عورت چبوترے پر سے اٹھی۔ اس نے جلتا ہوا چراغ اپنی ہتھیلی پر رکھا اور لاٹھی وہیں چھوڑ کر بارش اور آندھی کے طوفان میں پہاڑی کے نیچے اتر کر نظروں سے غائب ہو گئی۔ لوگ دیر تک جے ماتا جے ماتا کے نعرے لگاتے رہے۔

ماریا نے کہا:

"یہ عورت تو لاٹھی کے بغیر ایک قدم نہیں چل سکتی تھی۔ اب کیسے اپنے آپ چلنے لگی؟"

عنبر نے مسکرا کر کہا:

"اب اسے لاٹھی کی ضرورت نہیں رہی۔ اب خدا اس کا سہارا بن گیا ہے۔ وہ خود اسے سیدھا راستہ دکھا رہا ہے۔"

عورت کے پہاڑیوں میں غائب ہوتے ہی آندھی اور بارش کا طوفان ختم ہو گیا۔ لوگ مندر میں سے نکل آئے۔ پجاری پھر اپنی چوکی پر آ کر بیٹھ گیا اور یاتری درشن کرنے ایک ایک کر کے اشرفی دے کر مندر میں جانے لگے۔

ماریا نے کہا:

"اس پجاری پر کوئی اثر نہیں ہوا!"

عنبر نے کہا:

"بعض لوگوں کے دلوں پر مہریں لگی ہوتی ہیں۔ ان پہ کوئی کرامت، کوئی معجزہ اور کسی اچھی بات کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔"

ماریا مسکرا دی:

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو عنبر! یہ موٹا سانڈ پجاری بھی ان ہی لوگوں میں سے ہے۔"

عنبر نے کہا:

"چلو اس سادھو کو تلاش کرتے ہیں جس کے لیے ہم نے اتنا لمبا اور مشکل سفر کیا ہے۔"

دونوں وہاں سے اٹھے اور انہوں نے مندر کے اردگرد پھرنا شروع کر دیا۔ انہوں نے ایک ایک کوٹھڑی، ایک ایک استھان اور ایک ایک سمادھ دیکھی۔ کسی جگہ اسے ترشول والا سادھو دکھائی نہ دیا۔ وہاں سادھو بہت تھے مگر کسی کے پاس ترشول نہیں تھا۔ سب کے پاس لکڑی کی لاٹھیاں تھیں یا کشکول تھے جو انہوں نے آگے رکھے ہوئے تھے۔ لوگ گزرتے ہوئے ان میں خیرات کے پیسے اور مٹھائی ڈالتے جاتے تھے۔

"یہاں تو ترشول والا ایک بھی سادھو نظر نہیں آتا۔"

ماریا نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر مندر کی ایک طرف چٹان کی دیوار کی طرف دیکھ رہا تھا جہاں اسے کوٹھڑی کے باہر ایک سفید بالوں والا سادھو آلتی پالتی مارے آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا۔ اس کے پاس ہی ایک چھوٹا سا ترشول زمین میں گڑھا ہوا تھا۔

عنبر نے اس کی طرف اشارہ کر کے کہا:

"ماریا! وہ دیکھو، ایک ترشول والا سادھو!"

ماریا نے دیکھا تو خوش ہو کر بولی:

"یہی وہ سادھو ہوگا۔ اسی کے ترشول میں ناگ قید ہے۔ چلو میں اس کا ترشول اٹھا کر غائب کرتی ہوں۔"

دونوں سادھو کے قریب آ گئے۔ یہ وہی گورو دیو تھا جس نے سب سے پہلے ناگ کو ترشول میں قید کیا تھا اور ترشول اپنے شاگرد مرہٹہ مرلی دھر کو دے دی تھی۔ ماریا اور عنبر سادھو گورو دیو کے سامنے جا کر کھڑے ہو گئے۔ گورو دیو کی آنکھیں بند تھیں۔ وہ گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ عنبر گورو دیو کے آگے ادب سے بیٹھ گیا۔ وہ یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ وہ اس کی محبت کی وجہ سے سلام کرنے وہاں آیا ہے۔ ساتھ ہی اس نے ماریا کو ہاتھ سے اشارہ کیا کہ جا کر ترشول اٹھاؤ اور اسے غائب کر دو۔

ماریا آگے بڑھی۔ اس نے ترشول پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ گورو دیو نے آنکھیں بند کیے ہوئے آہستہ سے کہا:

"میری بیٹی! اس ترشول کو لے کر کیا کرو گی یہ وہ ترشول نہیں

ہے جس کی تم دونوں کو تلاش ہے۔"

ماریا اور عنبر دونوں ہی اپنی جگہوں پر دھک سے ہو کر رہ گئے۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے گورو دیو کو تکنے لگے جس کی آنکھیں ابھی بند تھیں۔ گویا وہ ایک بڑا صاحب دل اور روشن دل آدمی تھا عبادت اور ریاضت کی وجہ سے اس کے اندر یہ طاقت پیدا ہو گئی تھی کہ وہ غیبی چیزوں کو دیکھ لیتا تھا۔ عنبر اور ماریا کا راز فاش ہو گیا تھا۔ اب کچھ چھپانے سے کوئی فائدہ نہیں تھا۔ ماریا عنبر کے پاس آ گئی۔ عنبر نے بڑے ادب سے کہا:

"اگر آپ ہمارے دل کا حال جان ہی گئے ہیں تو ہمیں یہ بھی بتا دیجئے کہ اصلی ترشول کہاں ہے؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ کو ترشول میں قید کیا تھا"

عنبر اور ماریا اس کا منہ تکنے لگے۔ گورو دیو کہنے لگا۔

"یہ سب کچھ میں نے اپنے شاگرد ہوکر راؤ کی محبت کی وجہ سے کیا مگر وہ بھی زندہ نہ رہ سکا اور سلطان شہاب الدین کی فوج نے اسے ہلاک کر ڈالا"

ماریا نے پوچھا:

"گورو دیو! کیا یہ وہ ترشول نہیں ہے جس میں ہمارا بھائی قید ہے؟"

گورو دیو نے کہا:

"نہیں۔ یہ وہ ترشول نہیں ہے۔ عنبر نے وہ ترشول دیکھا ہے۔ اس سے پوچھو کہ کیا یہ وہی ترشول ہے؟"

عنبر نے کہا:

"میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ وہ نہیں ہے۔ وہ اس سے ذرا بڑا تھا اور زیادہ چمک دار تھا۔"

ماریا کہنے لگی:

"بابا! وہ ترشول ہمیں کہاں ملے گا۔ ہم تو اس کی تلاش میں یہاں بڑی دور سے آئے ہیں۔"

گورو دیو نے کہا:

"وہ ترشول اس وقت ریاست بانیت کے راجہ وزیر

بے ایمان سوداگر

گورو دیو نے آنکھیں کھول دیں۔

اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ اس نے اس جگہ کی طرف دیکھا جہاں ماریا بیٹھی تھی۔ حالانکہ کوئی اور دیکھتا تو اسے وہ جگہ خالی نظر آتی۔ مگر گورو دیو وہاں ماریا کو بیٹھے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ یہ اس کی تپسیا اور ریاضت اور عمل کرنے کی وجہ سے تھا۔ اس میں کسی نیکی یا خدا سے محبت کا دخل نہیں تھا۔ چنانچہ ایسی ایسی کرامتیں اسلام سے پہلے بھی لوگ کیا کرتے تھے۔ لیکن اسلام جب نور بن کر دنیا میں آیا تو اس نے اس قسم کی شعبدہ بازیوں کو منع کیا اور انسان کی خدمت، انسانوں کے حق کو ادا کرنے اور نیک عمل کرنے کی ہدایت کی۔ یہی وجہ تھی کہ عنبر اس سادھو کی کرامت سے ذرا بھی متاثر نہیں ہوا تھا۔ جب کہ ماریا پر اس کا کافی اثر ہوا تھا۔ گورو دیو نے کہا:

"بچو! میں تم کو ایک راز بتانے لگا ہوں۔ مجھ سے ایک غلطی ہوگئی تھی۔ میں نے ہی تمہارے بھائی اور دوست

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے قبضے میں ہے اور اس نے اسے اپنے سونے کے کمرے میں پلنگ کے پیچھے دیوار میں چھپا رکھا ہے۔"

عنبر نے پوچھا:

"یہ راجہ وزیر کا مطلب کیا ہوا؟"

گورو دیو نے کہا:

"اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اصلی راجہ نہیں ہے۔ اصلی راجہ اور رانی کو اس نے قتل کر کے تخت پر قبضہ کر لیا ہے اور خود راجہ بن بیٹھا ہے۔ اس نے اصلی راجہ کی راج کماری کرن کو بھی قید میں ڈال رکھا ہے۔"

ماریا نے کہا:

"یہ ریاست کہاں پر ہے؟"

گورو دیو بولا:

"یہاں سے مغرب کی طرف سات دن کے سفر پر ایک دریا آئے گا۔ اس دریا کے پار ایک خوب صورت وادی ہے۔ اس وادی میں ریاست باغبت کا خوب صورت سونے کے کلس والا راجہ کا محل ہے۔ یہ محل قلعے کے اندر ہے۔ قلعے کے سات دروازے ہیں جن پر شیر پہرہ دیتے ہیں۔"

عنبر نے کہا:

"گورو دیو! آپ ہمیں کوئی ایسی ترکیب بتایئے کہ جس سے

ترشول میں قید ہمارے بھائی ناگ کے جادو کا
ہو سکے اور ہم اسے ترشول کی قید سے آزاد کرا

ماریا نے کہا:

"چونکہ آپ نے ہی اسے قید کیا ہے تو آپ ہی اسے آ
بھی کرا سکتے ہیں۔"

گورو دیو نے آہ بھر کر کہا:

"کاش میں اپنے جادو کا توڑ کر سکتا۔ لیکن یہ بات میرے اختیار میں نہیں ہے۔ میں اپنے جادو کا توڑ نہیں کر سکتا۔"

عنبر نے کہا:

"تو پھر گورو دیو [illegible] سا جادو کس کام کا جس کا توڑ [illegible] سکے اسی لیے تو ہمارے مذہب اسلام نے جادو کو حرام کہا ہے۔"

گورو دیو نے کہا:

"تمہارا دین اسلام سچا دین ہے۔ اس کا توڑ اسلام کے پاس ہی ہے، کیوں کہ اسلام اس قسم کی جادوگریوں کو توڑنے کے لیے ہی دنیا میں آیا تھا۔"

عنبر نے پوچھا:

"تو پھر ہمیں اسلام سے اس کا توڑ کیسے اور کیوں کر لے گا؟ کیا یہ آپ ہمیں بتا سکتے ہیں۔ ہم آپ کے شکر گزار

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوں گے۔"

گوردیو کہنے لگا:

"جب تم سات روز کے سفر کے بعد دریا کے کنارے پر پہنچو گے تو وہاں تمہیں کٹیا نظر آئے گی۔ اس کٹیا میں اللہ کا ایک نیک مسلمان بزرگ رہتا ہے۔ وہ دن رات خدا کی عبادت بھی کرتا ہے اور لکڑیاں کاٹ کر اسے فروخت کر کے حلال کی روٹی کھاتا ہے۔ وہاں کسی کو معلوم نہیں کہ وہ بہت بڑا بزرگ ہے۔ اس کو جا کر میرا سلام کہنا اور میری طرف سے ہاتھ جوڑنا۔ وہ تمہیں میرے جادو کی ترشول کا توڑ بتا دے گا۔ اب تم جاؤ۔ میں جو گناہ کر چکا ہوں مجھے بھگوان سے اس کی معافی مانگنے دو۔"

یہ کہہ کر گوردیو نے آنکھیں بند کر لیں اور اس کے چہرے پر ایسا اثر آ گیا جیسے وہ اپنے مالک حقیقی کے آگے گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگ رہا ہو۔ عنبر نے ماریا کو اشارہ کیا کہ اب ہمیں چلے جانا چاہئے۔ وہ دونوں وہاں سے ہٹے اور مندر کے چبوترے کی طرف آ گئے۔

ماریا نے کہا:

"اب کیا ارادہ ہے؟"

عنبر نے کہا:

"سوائے اس کے اور کیا ارادہ ہو سکتا ہے کہ ہم ریاست کی طرف اپنا لمبا سفر شروع کر دیں۔"

ماریا نے کہا:

"یہی سڑک مغرب کی طرف جاتی ہے اور ہمیں مغرب کی ہی جانا ہے۔ چلو اسی راستے پر چلتے ہیں۔"

عنبر اور ماریا اس سڑک پر روانہ ہو گئے۔ موسم خوشگوار تھا۔ طوفانی بارش کی وجہ سے ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ آسمان پر ابھی ہلکے ہلکے بادل چھائے ہوئے تھے۔ دونوں کو سفر کرتے جب شام ہو گئی تو انہیں دور ایک گاؤں دکھائی دیا۔ پہاڑی علاقہ ختم ہو گیا تھا اور گھنے جنگل شروع ہو گئے تھے۔ یہ گاؤں جنگل کے کنارے پر تھا۔ ابھی ان کا چھ دن کا سفر باقی تھا۔ پھر میدان آنا تھا اور ایک دریا ——— جس کے کنارے پر انہیں ایک مسلمان درویش سے ملنا تھا اور جادو کے ترشول کا توڑ دریافت کرنا تھا۔

گاؤں کے گھروں میں دیئے جل رہے تھے۔ چھوٹے چھوٹے پتھروں کے گھر تھے۔ کھیتی باڑی کرنے والے سیدھے سادے لوگ رہتے تھے۔

عنبر اور ماریا کو گھوڑوں کی ضرورت تھی۔ ان کے اپنے گھوڑے وادی میں گم ہو چکے تھے۔ گاؤں میں پہنچ کر عنبر نے وہاں کے مکھیا سے ملاقات کی۔ مکھیا اس آدمی کو کہتے ہیں جو گاؤں کا چوہدری ہو۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے اسے بتایا کہ وہ مسافر ہے اور اسے ابھی بڑی دُور سفر کرنا ہے۔

"کیا مجھے یہاں گھوڑے مل سکتے ہیں؟ میں دو گھوڑے خریدنا چاہتا ہوں۔"

مکھیا نے کہا:

"ہاں بیٹا۔ ہم تمہیں گھوڑے خریدوا دیں گے۔ گاؤں میں ایک گھوڑوں کا سوداگر بھی رہتا ہے جو گھوڑے پالتا ہے اور پھر شہر سے جا کر انہیں فروخت کرتا ہے۔"

مکھیا عنبر کو گھوڑوں کے سوداگر کے پاس لے گیا۔ سوداگر نے عنبر کو دو گھوڑے دکھائے جن کا رنگ سیاہ تھا۔ اور جو بڑے طاقتور گھوڑے تھے۔ عنبر نے سوداگر کو گھوڑوں کی پوری رقم ادا کر دی۔ سوداگر نے کہا:

"تم رات کو سفر نہ کرو۔ جنگل میں درندے ہوتے ہیں۔ رات میرے گھر میں رہ جاؤ۔ صبح چلے جانا۔"

پھر اس نے عنبر سے پوچھا:

"تم اکیلے ہو۔ پھر دو گھوڑے کس لیے خریدے ہیں تم نے؟"

ماریا پاس ہی کھڑی تھی۔ عنبر نے اندازے سے اس طرف دیکھا جدھر سے اسے ماریا بہن کی خوشبو آ رہی تھی اور بولا:

"بھائی سوداگر میں سفر کرتے ہوئے ہمیشہ دو گھوڑے اپنے

پاس رکھتا ہوں تاکہ اگر ایک گھوڑا بیمار ہو جائے تو میں اسے وہیں چھوڑ دوں اور دوسرے گھوڑے پر سفر کرنا شروع کر دوں۔"

یہ سوداگر بڑا خطرناک اور دھوکے باز شخص تھا۔ وہ اپنے اکیلے گاہک سے دھوکے بازی کر دیا کرتا تھا۔ اب جب اس نے دیکھا کہ ایک نوجوان لڑکا اس کے پاس گھوڑے خریدنے آیا ہے اور اس کے پاس سونے کی اشرفیاں بھی ہیں تو اس کی نیت خراب ہو گئی۔ اس نے سوچا کہ آدھی رات کو وہ گاہک لڑکے کا گلا گھونٹ کر مار ڈالے گا اور پھر اس کی لاش گاؤں سے باہر جنگل میں جا کر گڑھے میں دبا دے گا اور صبح کو مشہور کر دے گا کہ گاہک خدا جانے راتوں رات کہاں غائب ہو گیا ہے۔ اس طرح سے دونوں گھوڑے بھی اس کے پاس رہ جائیں گے اور وہ گاہک کی ساری دولت پر بھی قبضہ کر لے گا۔

اس نے عنبر کو ایک کوٹھڑی میں کھاٹ ڈال دی اور اُوپر دری بچھا دی اور کہا:

"بھائی آپ میرے مہمان ہیں۔ یہاں آرام کریں میں آپ کے لیے روٹی اور گوشت لاتا ہوں۔"

جب وہ چلا گیا تو ماریا نے عنبر سے کہا:

"ہمیں اس سے پوچھنا چاہیے کہ چھ دن کے سفر کے بعد دریا کس طرف کو آئے گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے کہا:

"ابھی معلوم کر لوں گا۔ ویسے تم نے بھی سُنا ہو گا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ آگے جنگل درندوں سے بھرا ہوا ہے۔ میرا خیال ہے ہمیں جنگل کے اوپر سے ہو کر جانا چاہیئے۔ اگرچہ درندے ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے لیکن وہ خوامخواہ ہمارا وقت ضائع کریں گے۔"

"جیسے تمہاری مرضی۔"

اتنے میں سوداگر روٹی اور بھنا ہوا گوشت لے آیا۔ وہ خود ہندو تھا مگر اپنے مسلمان مہمان عنبر کے لیے خاص طور پر گوشت پکا کر لایا تھا۔ عنبر کو کوئی بھوک پیاس نہیں تھی۔ لیکن وہ جب چاہے بھوک اور پیاس لگا لیتا تھا۔ اس نے بھوک پیدا کر لی اور گوشت بڑے شوق سے کھایا۔ سوداگر اس کے پاس بیٹھا رہا۔ عنبر کو اپنے قریب ہی سے ماریا کی خوشبو آ رہی تھی۔ ایک بار اس نے یوں ہی مذاق سے ماریا سے کہا:

"تم بھی کچھ کھا لو دوست!"

سوداگر نے کہا:

"جی نہیں شکریہ آپ ہی کھائیں مہاراج!"

عنبر نے کہا:

"میں تم سے نہیں کہہ رہا تھا بھائی!"

"تو پھر آپ کس کو کھانے کی دعوت دے رہے تھے؟"

عنبر مسکرا کر بولا:

"اصل میں میرے ساتھ میرا ایک ہم زاد بھی سفر کر رہا ہے۔ میں اس سے بات کر رہا تھا۔"

ہندو سوداگر ہنس کر کہنے لگا:

"مہاراج! آپ بہت مذاق کرتے ہیں۔ بڑی ہنس مکھ طبیعت ہے آپ کی۔ اچھا اب آپ آرام کریں۔ میں صبح آپ کو جگا دوں گا۔ یہ دودھ کا کٹورا میں یہیں رکھے جاتا ہوں۔ نمستے! نمستے!"

سوداگر چلا گیا تو ماریا نے تنک کر کہا:

"یہ کیا مذاق سوجھا تھا تمہیں؟"

عنبر نے قہقہہ لگا کر کہا:

"بھئی کبھی کبھی ہمیں اپنی بہن کو چھیڑنے کو دل چاہتا ہے۔"

ماریا نے کہا:

"اچھا تو اب میں بھی تمہیں چھیڑا کروں گی۔"

اتفاق سے سوداگر ابھی کوٹھڑی کے باہر ہی تھا اور جائزہ لے رہا تھا کہ وہ آدھی رات کو کدھر سے آ کر عنبر کو ہلاک کرے گا۔ اس نے جو کوٹھڑی کے اندر سے عنبر کے قہقہے کی آواز سنی تو ڈر گیا۔ اس کو خیال آیا۔ کہیں اس لڑکے کے ساتھ سچ مچ اس کا ہم زاد تو سفر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہیں کر رہا؟ اگر یہ سچ نکلا تو کہیں اُلٹا سوداگر ہی نہ مارا جائے۔ لیکن پھر اس خیال کو سوداگر نے دماغ سے جھٹک دیا اور کوٹھڑی میں جھانک کر بولا:

"مہاراج! یہ آپ نے قہقہہ کس لیے لگایا؟"

عنبر نے کہا:

"مہاراج! ذرا اپنے ہم زاد سے باتیں کر رہا تھا۔"

ہندو سوداگر خوف زدہ سا ہو کر جلدی سے پیچھے ہٹ گیا۔

غیبی دیوی

جب آدھی رات ہو گئی تو سوداگر عنبر کی کوٹھڑی کی طرف چلا۔ عنبر کوٹھڑی کے اندر سو رہا تھا اور ماریا کوٹھڑی کی چھت پر سوکھے گھاس کے گٹھے پر سوئی ہوئی تھی۔ سونے کی تو نہ ماریا کو ضرورت ہوتی تھی اور نہ عنبر کو ـــ لیکن وہ جب چاہیں آرام کر لیا کرتے تھے اور کبھی کبھی خواب دیکھنے کے شوق کی خاطر سو بھی جاتے تھے۔ گاؤں میں اندھیرا اور سناٹا تھا۔ کوئی کتا بھی نہیں بول رہا تھا۔ ہندو مکار سوداگر نے کوٹھڑی کے دروازے کو ذرا اندر کو دبایا۔ دروازہ کھلا تھا۔ سوداگر بڑا خوش ہوا۔ بھلا عنبر کو دروازہ بند کر کے سونے کی کیا ضرورت تھی۔ سوداگر نے دروازہ کھولا۔ اندر داخل ہوا اور پھر دروازہ بند کر دیا۔ اس کے ہاتھ میں ریشمی رسی کا ایک ٹکڑا تھا اس رسی سے وہ عنبر کا گلا گھونٹنا چاہتا تھا۔ کیسا احمق آدمی تھا۔ موت کے منہ میں اپنی موت کا سامان لے کر جا رہا تھا جس وقت سوداگر نے دوبارہ دروازہ بند کیا تو اس کے اندر سے چوں چراں کی آواز پیدا ہوئی۔ پرانے زمانے کا دروازہ تھا۔ یہ آواز ماریا کے کانوں میں پڑی تو وہ اٹھ بیٹھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پہلے بھی وہ آدھی نیند میں تھی۔

یوں ہی اس کے دل میں خیال آیا کہ دیکھوں یہ آدھی رات کو عنبر باہر نکل کر کدھر جا رہا ہے۔ اس نے چھت کی منڈیر پر سے نیچے جھانک کر دیکھا تو وہاں کوئی بھی نہیں تھا اور دروازے کے دونوں پٹ بند تھے۔ مادیا کے دل میں بڑی تیزی سے دو باتیں آئیں۔ پہلی بات تو یہ کہ اتنی جلدی باہر نکل کر عنبر غائب نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ کوٹھڑی کے سامنے کھلی جگہ تھی۔ دوسری بات یہ کہ جب کوئی باہر نکلتا ہے اور اسے واپس اندر بھی آنا ہو تو قدرتی طور پر وہ پیچھے دروازہ تھوڑا سا کھلا رکھتا ہے یا کم از کم وہ اتنے پکے طریقے سے دروازہ بند نہیں کرتا جتنا کہ اس وقت دروازہ بند تھا۔ اس کا ایک نتیجہ نکلتا تھا کہ کوئی باہر سے اندر داخل ہوا ہے۔ یہ سب کچھ مادیا نے ایک سیکنڈ کے اندر اندر سوچ لیا اور وہ چھت سے نیچے اتر آئی۔

ہندو سوداگر کوٹھڑی کے ایک ایک کونے سے واقف تھا آخر یہ اس کا اپنا گھر تھا۔ اگرچہ اندر اندھیرا تھا مگر اس نے اندھیرے میں بھی عنبر کی چارپائی کو دیکھ لیا جس پر وہ سویا ہوا تھا۔ اس وقت پہنچ ہی عنبر کی آنکھ لگ گئی تھی۔ اس وقت مکار سوداگر کا گھٹنا عنبر کی چارپائی سے ذرا سا ٹکرا گیا تھا۔

عنبر کو گہری سے گہری نیند سے جگانے کے لیے اتنا سا جھٹکا ہی

کافی تھا۔ وہ جاگ پڑا۔ کیا دیکھتا ہے کہ اندھیرے میں ایک سایہ اس پر جھک کر اسے غور سے دیکھ رہا ہے۔ عنبر نے سوداگر کو پہچان لیا اور وہ ساری بات سمجھ گیا کہ وہ اسے قتل کر کے گھوڑوں اور اس کی اشرفیوں پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ عنبر نے دوبارہ آنکھیں بند کر لیں۔ سوداگر نے بڑی پھرتی سے اس کے گلے میں رسی ڈال کر ایک دم سے دو تین جھٹکے دیئے۔ عنبر نے سوچا کہ ذرا ڈراما ہو جائے۔ عنبر نے جان بوجھ کر دو تین بار ہچکی سی لی۔ ہاتھ پاؤں اِدھر اُدھر مارے آنکھیں اس طرح کھول لیں جیسے مر رہا ہو اور پھر آنکھیں بند کر کے گردن ایک طرف پھینک دی اور ہاتھ پاؤں بے حس کر لیے۔

سوداگر بڑا خوش ہوا کہ مسافر کا کام تمام ہو گیا۔ یہ سب کچھ دس پندرہ سیکنڈ کے اندر اندر ہو گیا تھا۔ سوداگر عنبر کی لاش اٹھانے کے لیے جھکا ہی تھا کہ دروازہ آہستہ سے کھل گیا۔ سوداگر نے چونک کر پیچھے دیکھا۔

دروازہ کھلا تھا۔ مگر اندر کوئی نہیں آیا تھا۔ اس کو مسافر کے ہم زاد کا خیال آ گیا اور وہ چھلانگ لگا کر دروازے سے باہر کود گیا۔ مادیا نے عنبر کی طرف دیکھا۔ اس کی گردن ایک طرف کو ڈھلکی ہوئی تھی۔ مادیا جلدی سے اس پر جھک گئی۔ اس کا دل دھک سے رہ گیا تھا کہ کہیں خدانخواستہ عنبر کو کچھ ہو تو نہیں گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے دروازہ کھلتے دیکھ لیا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ کوٹھڑی میں ماریا آگئی ہے۔ پھر جب اسے ماریا کی خوشبو بالکل اپنے اُوپر محسوس ہوئی تو اس نے کہا:

"ماریا تم ہو؟"

"ہاں میں ہوں۔ کیا کر رہا تھا یہ؟"

"مجھے قتل کر رہا تھا۔"

"پھر کیا ہوا؟" ماریا نے پوچھا۔

عنبر نے جواب دیا:

"میں قتل ہو چکا ہوں۔"

"کیا مذاق کرتے ہو تم عنبر۔"

"ارے ماریا بہن! ذرا اس کا مزا لے رہا تھا تم دیکھو تو سہی کہ وہ کیا کرتا ہے۔ میں مر رہا ہوں تم باہر چلی جاؤ۔ وہ ضرور واپس آئے گا۔ آخر اس نے میری لاش کو ٹھکانے لگانا ہے۔"

ماریا ہنس پڑی:

"تمہاری مذاق کی عادت نہ گئی۔ جا رہی ہوں باہر — مگر وہ کم بخت اب آئے گا بھی یا نہیں؟"

"اس کا باپ بھی آئے گا۔"

"کیا معلوم کہ اس کا باپ آجائے اور وہ نہ آئے۔"

عنبر بولا:

"اس کا باپ مر چکا ہے۔"

ماریا نے کہا:

"یہ ہندو لوگ تو مرنے کے بعد جانور بن کر بھی آ جاتے ہیں۔"

عنبر نے ہاتھ جوڑ کر کہا:

"ماریا! باہر جاؤ نا اب، میرا ڈراما خراب نہ کرو۔"

"اچھا بابا جاتی ہوں، جاتی ہوں۔"

ماریا خاموشی سے باہر نکل گئی۔ باہر نکلتے ہوئے اس نے دروازہ دوبارہ بند نہ کیا بلکہ اسی طرح تھوڑا سا کھلا رہنے دیا۔ سوداگر کوٹھڑی کے آگے جو صحن کی کھلی جگہ تھی اس کے درخت کے پیچھے کھڑا غور سے دروازے کو دیکھ رہا تھا۔ لاش کو ہر حالت میں دن نکلنے سے پہلے ٹھکانے لگانا تھا۔ ورنہ گاؤں والوں پر ثابت ہو جاتا کہ مسافر کو سوداگر نے ہی قتل کیا ہے۔ دروازہ تھوڑا سا اسی طرح کھلا تھا۔ اس نے سوچا کہ ہو سکتا ہے دروازہ ہوا کی وجہ سے کھلا ہو۔ آخر ہوا بھی تو چل رہی تھی۔ سوداگر کو اپنی بزدلی پر شرمندگی سی ہوئی اور وہ درخت کی اوٹ سے نکل کر اندھیرے میں آہستہ آہستہ اِدھر اُدھر دیکھتا کوٹھڑی کی طرف بڑھا۔

ماریا کوٹھڑی کے باہر صحن کی دیوار کے ساتھ کھڑی اسے دیکھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہی تھی۔ سوداگر کوٹھڑی کے اندر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ باہر نکلا تو عنبر کی "لاش" اس کے کندھے پر رکھی تھی۔ وہ ماریا کے قریب سے ہو کر گزر گیا۔ ماریا اس کے پیچھے پیچھے چل پڑی۔ سوداگر کا مکان گاؤں کے کنارے پر تھا۔ اس کے آگے میدان تھا اور پھر جنگل شروع ہو جاتا تھا۔

آسمان پر آج سے ساڑھے چار سو سال پہلے کے ستارے چمک رہے تھے۔ کیوں کہ ان دنوں فیکٹریوں، کارخانوں، بسوں اور پٹرول ڈیزل کا دھواں نہیں ہوتا تھا اس لیے فضا بڑی صاف ہوتی تھی اور رات کو ستارے بڑی خوب صورتی سے اور بکھر بکھر کر چمکا کرتے تھے۔ ستاروں کی دھیمی دھیمی روشنی میں جنگل تک کا راستہ صاف دکھائی دے رہا تھا۔ دن کو گاؤں کے لوگ اسی راستے سے جنگل لکڑیاں کاٹنے جایا کرتے تھے۔

سوداگر عنبر کی "لاش" اٹھائے جنگل میں داخل ہو گیا۔ ماریا اس کے پیچھے پیچھے تھی۔ سوداگر نے مکان کے باہر سے ایک کدال بھی اٹھا لیا تھا۔ لاش کو جنگل کے اندر ایک جگہ درخت کے نیچے ڈال کر کدال سے جلدی جلدی گڑھا کھودنے لگا۔ بارشوں کی وجہ سے زمین بڑی نرم تھی۔ ایک گڑھا تیار ہو گیا۔ سوداگر جب لاش کو اٹھانے کے لیے اس کی طرف بڑھا تو لاش اٹھ کر بیٹھ گئی۔ سوداگر کے منہ سے ایک بھیانک چیخ نکلی اور وہ گاؤں کی طرف

بھاگا۔ لیکن راستے میں ماریا آخر کس لیے کھڑی تھی۔ اس نے سوداگر کے آگے اپنی ٹانگ رکھ دی۔ سوداگر اچھلا اور منہ کے بل زمین پر گر پڑا۔ اتنی دیر میں عنبر اس کے سر پر پہنچ گیا تھا۔ اس نے سوداگر کو گردن سے پکڑ کر اوپر اٹھایا اور کہا:

"کیوں مہاراج! آپ اپنے مہمانوں سے یہ سلوک کرتے ہیں؟ اب بتائیں آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟"

سوداگر تھر تھر کانپ رہا تھا۔

عنبر نے ماریا سے پوچھا:

"ماریا! کیا خیال ہے، اسی گڑھے میں اس کو زندہ دفن نہ کر دیا جائے۔ کیوں کہ یہ دوسرے گاہکوں سے بھی یہی سلوک کرے گا۔ اور وہ بے چارے اس کے حملے سے زندہ نہ بچ سکیں گے۔"

ماریا نے کہا:

"ہاں اسے گڑھے میں ڈال کر زندہ دبا دو۔"

سوداگر نے جب ایک غیبی عورت کی آواز سنی تو اس پر اور زیادہ دہشت سوار ہو گئی۔ اور اس کا خون رگوں میں جمنے لگا۔ ہاتھ باندھ کر کانپتے تھرتھراتے ہونٹوں سے بولا:

"معاف کر دو مہاراج! غلطی ہو گئی۔ اب ایسا نہیں کروں گا۔ وعدہ کرتا ہوں۔ آئندہ کبھی ایسا نہیں کروں گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے کہا:

"چلو اس کی ایک ٹانگ کاٹ کر دبا دو۔"

"نہیں نہیں دیوی جی! معاف کر دو۔ معاف کر دو میں اب کسی سے برا سلوک نہیں کروں گا۔"

عنبر نے کہا:

"اگر تم نے پھر کسی سے ایسا سلوک کیا تو؟"

سوداگر نے گڑگڑا کر کہا:

"تو پھر دیوی جی تو ہر جگہ سے مجھے دیکھ سکتی ہیں۔ دیوی جی پھر مجھے بے شک زندہ دفن کر دیں۔"

عنبر نے ماریا سے پوچھا کہ تمہارا کیا خیال ہے دیوی جی؟

ماریا نے کہا:

"چلو اس کو معاف کر دیتے ہیں۔"

پھر اس نے سوداگر کی طرف مخاطب ہو کر کہا:

"مگر یاد رکھو۔ اگر پھر تم نے کسی گاہک کے ساتھ دھوکہ بازی کر کے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو میں فوراً یہاں پہنچ کر تمہیں اسی گڑھے میں اٹھا کر پھینک دوں گی اور زندہ دفن کر دوں گی۔"

سوداگر ہاتھ جوڑ کر سجدے میں گر گیا۔

"جے ہو درگا دیوی کی جے ہو۔"

وہ ماریا کو درگا دیوی سمجھ بیٹھا تھا جو عنبر کی مدد کو آگئی تھی عنبر واپس اپنی کوٹھڑی میں آگیا۔ سوداگر اس کے پاؤں چھو کر چلا گیا۔ دن نکلا تو عنبر گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ ماریا دوسرے گھوڑے پر سوار ہو گئی۔ مگر سوداگر کو وہ گھوڑا خالی دکھائی دے رہا تھا۔ عنبر کی ساری اشرفیاں اسے واپس مل گئی تھیں۔ جاتی دفعہ عنبر نے ہندو سوداگر سے پھر وعدہ لیا کہ وہ کسی کے ساتھ اب زیادتی نہیں کرے گا اور دونوں گاؤں سے روانہ ہو گئے۔

اب ہم اُدھر ناگ کی طرف جاتے ہیں۔

ناگ جادو کی ترشول میں قید تھا۔ وہ ترشول کے مالک کا غلام تھا۔ جو ترشول کا مالک حکم دیتا وہی وہ کرتا تھا۔ اس کا اپنا دماغ بالکل بند ہو گیا تھا۔ سوائے مالک کی آواز کے اور مالک کے کام کے اس کو اور کچھ سجھائی نہیں دیتا تھا۔ ایک طرح سے ناگ کی موت ہو چکی تھی۔ وہ ریاست کے جھوٹے اور غدار راجہ کی قید میں دیوار کے اندر بند تھا۔ دوسری طرف ریاست کی بھولی بھالی نیک دل راج کماری کرن بھی قید میں بے بس پڑی تھی۔ اپنی ایک خاص کنیز کی زبانی اسے پتہ چل چکا تھا کہ غدار وزیر نے اس کی ماتا اور راجہ باپ کو ہلاک کر دیا تھا۔ راج کماری کرن اپنے ماتا پتا کی یاد میں روتی رہتی تھی۔ قید میں ایک غلام اسے کھانا دے جاتا تھا۔ راج کماری تھوڑا سا کھا کر ویسے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہی رہنے دیتی تھی۔ اس کا دل بڑا غم گین تھا۔ وہ قید سے آزاد ہو کر اپنے باپ کے تخت پر بیٹھ کر رعایا کی خدمت کرنا چاہتی تھی۔ مگر غدار وزیر نے سخت پہرہ لگا رکھا تھا۔ راج کماری کو یہ بھی خطرہ تھا کہ غدار وزیر اسے بھی مروا دے گا۔

راج کماری کی خاص کنیز پہرے دار کو رشوت دے کر کسی نہ کسی طرح قید میں آکر راج کماری کو محل کے حالات بتا جاتی تھی۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ سیناپتی اب بکرم سنگھ ہے اور غدار وزیر نے رعایا کو تنگ کرنا شروع کر دیا ہے اور اس کے پاس ایک جادو کی ترشول ہے جس کو وہ کہتا ہے کہ دیوتا اندر نے اسے دیا ہے۔ تاکہ وہ ملک پر حکومت کر سکے۔

راجکماری نے کنیز کو راز داری سے کہا:

"کیا کسی طریقے سے میں یہاں سے نکل نہیں سکتی؟"

کنیز نے سہم کر پہرے دار کی طرف دیکھا جو اسے اشارہ کر رہا تھا کہ اب اس کو چلے جانا چاہیئے۔

کنیز نے آہستہ سے کہا:

"میں پھر آؤں گی راج کماری جی۔" یہ کہہ کر کنیز وہاں سے چلی گئی۔

اگلے روز کنیز نے پہرے دار سے کہا کہ آج اس نے خاص طور پر اس کے لیے بالوشاہی کی مٹھائی بنائی ہے۔ وہ رات کو

لائے گی۔ پہرے دار کو مٹھائی کھانے کا بڑا شوق تھا۔ اس نے کہا کہ وہ بالوشاہی بہت پسند کرتا ہے۔

کنیز نے شام کو بالوشاہی کی مٹھائی تیار کی اور اس میں دھتورا ڈال دیا جس کے کھانے سے انسان بے ہوش ہو جاتا ہے۔ جب رات کا اندھیرا محل میں چھا گیا تو کنیز بالوشاہی کی مٹھائی کا دونا لے کر پہرے دار کے پاس آگئی۔ اس نے اپنی قمیص کے اندر راج کماری کے لیے ایک کالی چادر بھی چھپا رکھی تھی۔ پہریدار نے بالوشاہی بڑے شوق سے کھانی شروع کی اور کنیز سے کہا:

"راج کماری کے پاس زیادہ دیر نہ لگانا۔"

کنیز یہ کہہ کر قید خانے میں داخل ہو گئی کہ وہ بہت جلد واپس آجائے گی۔ اس نے آتے ہی راج کماری سے کہا کہ وہ جلدی سے تیار ہو جائے۔

"کیا تم نے میرے فرار کا انتظام کر لیا ہے؟" راج کماری نے پوچھا:

کنیز نے کہا:

"انتظام ابھی ہو جائے گا۔"

قید کوٹھڑی کے لوہے کی سلاخوں سے پہرے دار دکھائی دے رہا تھا۔ وہ مشعل کی روشنی میں بیٹھا مزے لے لے کر بالوشاہی کھا رہا تھا۔ کنیز بڑے غور سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اتنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں پہرے دار نے اپنے سر کو ایک ہلکا سا جھٹکا دیا اور بند ہوتی ہوئی آنکھوں کو بار بار کھولنے لگا۔ دھتورا اپنا کام کر رہا تھا۔ وہ اُٹھ کر کھڑا ہو گیا اور کبھی بالو شاہی کے دونے اور کبھی کنیز کی طرف تکنے لگا۔ پھر اس نے تلوار نکال کر کنیز کی طرف قدم اٹھایا ہی تھا کہ دھڑام سے فرش پر گرا اور بے ہوش ہو گیا۔

”یہ چادر لپیٹ کر جلدی سے یہاں سے نکل چلو راج کماری۔“

راج کماری نے کالی چادر سے اپنا منہ سر اور جسم ڈھانپ لیا اور کنیز کے ساتھ تہہ خانے سے نکل کر سیڑھیاں چڑھتی ایک طرف گھوم گئی۔ ان دونوں کو محل کے سارے خفیہ راستوں کا علم تھا۔ وہ ایک چھوٹی سی سُرنگ میں سے ہو کر محل کے نیچے نیچے سے ہو کر قلعے کی مشرقی دیوار کے دروازے پر آ گئیں۔ یہ راستہ راجہ نے اپنے لیے بنا رکھا تھا کہ اگر کبھی اس پر کوئی آفت آ پڑی تو اپنے بچوں کے ساتھ وہاں سے فرار ہو جائے گا۔

رات کے اندھیرے میں ہی راج کماری اپنی خاص کنیز کے ساتھ محل کے خفیہ دروازے سے نکل کر باہر قلعے کی دیوار کے پار پہنچ گئی۔ یہاں ایک کھائی تھی جس میں پانی بھرا ہوا تھا۔ ایک چھوٹا سا پُل تھا جو رات کو اٹھا دیا جاتا تھا۔ کنیز نے راج کماری کو ساتھ لیا اور ایک جگہ سے چھوٹی سی ڈونگی نما کشتی میں کھائی کی نہر پار کر لی۔ دوسری طرف گھنا تاریک جنگل تھا۔

وہ دونوں جنگل کے اندھیرے میں گھس کر غائب ہو گئیں۔ دن نکلا تو محل میں شور مچ گیا کہ راج کماری اپنی کنیز کے ساتھ فرار ہو گئی ہے۔ غدار وزیر بڑا پریشان ہو گیا۔ اس نے سپاہی گھوڑوں پر چاروں طرف دوڑا دیئے۔ وہ خود اپنے سونے والے کمرے میں گیا اور ترشول نکال کر اسے حکم دیا کہ راج کماری جہاں کہیں بھی ہو اسے تلاش کر کے محل میں اس کے سامنے پیش کیا جائے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ترشول ٹوٹ گیا

ترشول میں سے ناگ سانپ کی شکل میں باہر نکل گیا۔

غدار وزیر نے اسے حکم دیا کہ جاؤ اور راج کماری کو جہاں کہیں بھی ہے۔ ڈس کر ہلاک کر دو اور پھر اس کی لاش اُٹھا کر یہاں لے آؤ۔ ناگ نے ادب سے گردن جھکائی اور غائب ہو گیا۔ راج کماری محل کے آس پاس پھیلے ہوئے جنگل میں ایک جگہ چٹانوں کے اندر خفیہ غار میں اپنی کنیز کے ساتھ چھپی ہوئی تھی وہ چاہتی تھی کہ غار میں سے اپنی رعایا کے نام خاص پیغام بھیجے اور غدار وزیر کے خلاف شہر میں بغاوت کرا دے۔ اس کام کے لیے وہ حالات کے پرسکون ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔ یعنی جب غدار وزیر تھک کر اس کی تلاش چھوڑ دے گا۔ وہ سارا دن غار کے اندر چھپی رہتی تھیں۔ دن میں ایک بار کنیز باہر جا کر جنگل سے پھل چن کر لے آتی اور ایک پتھر کی صراحی میں ندی سے پانی بھر کر لے آتی۔

ادھر ناگ بھی راج کماری کی تلاش میں سانپ کی شکل میں آ

گیا تھا۔ اس نے راج کماری کی بُو سونگھ لی تھی اور اب خفیہ غار کی طرف رینگ رہا تھا۔ اندھیری رات تھی۔ راج کماری سو رہی تھی۔ کنیز بھی سونے کی کوشش کر رہی تھی۔ کنیز کو بھی تھوڑی دیر بعد نیند آ گئی۔ جنگل چپ چاپ تھا۔ پرندے بھی سو رہے تھے۔ کوئی کوئی درندے کی آواز کسی وقت دور جنگل کے بیچ سے آ جاتی تھی۔ جو خوراک کی تلاش میں رات کو نکلا تھا۔

غار کے باہر جھاڑیوں میں سرسراہٹ ہوئی اور پھر ایک سیاہ کالا سانپ پھن اٹھائے رینگتا غار میں داخل ہو گیا۔ یہ ناگ تھا اور راج کماری کی بُو پر ترشول کے مالک غدار وزیر کے حکم کے مطابق راج کماری کو ہلاک کر کے اس کی لاش اٹھا کر محل میں لے جانے آیا تھا۔ وہ بڑی خاموشی سے غار میں رینگتا راج کماری کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے پھن اوپر اُٹھا لیا۔ اپنی لال لال آنکھوں سے دیکھا کہ راج کماری اپنی کنیز کے پاس ہی گھاس کے بستر پر بڑی معصومیت سے گہری نیند سو رہی تھی۔ ناگ نے ایک زبردست پھنکار ماری۔ اس گرج دار آواز سے راج کماری گبران اور اس کی کنیز دونوں جاگ پڑیں۔ اپنے سامنے ایک سیاہ ناگ کو پھن اٹھائے جھومتے دیکھا تو ان کی چیخیں نکل گئیں۔ ناگ گردن جھکا کر ڈسنے کے لیے راج کماری کی طرف بڑھا عین اس وقت مہا شیش ناگ دیوتا کی مہارانی کلاوتی دیوی آسمانوں سے اُتر کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

راج کماری کو بچانے غار میں آ گئی۔ کیوں کہ راج کماری بڑی پاکباز لڑکی تھی اور اس نے کبھی کوئی گناہ نہیں کیا تھا۔ مہارانی کلاوتی دیوی کو آسمانوں میں اس کی نیکی غار میں کھینچ لائی تھی۔ ناگ سانپ کے روپ میں تھا۔ اس نے مہاشیش ناگ کی مہارانی کو سامنے روشنی کے گول دائرے میں سر پر سانپوں کا تاج پہنے دیکھا تو پیچھے ہٹ گیا۔

مہارانی کلاوتی دیوی کو راج کماری اور کنیز نہیں دیکھ سکتی تھیں۔ کلاوتی دیوی نے ناگ کو اٹھا کر اپنے چکر پر بٹھایا اور چکر کو گھما کر چھوڑ دیا۔ ناگ چکر کے ساتھ گھومتا ہوا غار سے نکل کر جنگل کے درختوں کے اوپر رات کی تاریک فضاؤں میں گم ہو گیا۔ مہارانی کلاوتی دیوی غائب ہو گئی۔

عین اس وقت غدار وزیر کے کمرے کی دیوار میں رکھا ہوا ترشول ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔

راج کماری کرن اور کنیز نے سانپ کو ہوا میں اڑ کر غائب ہوتے دیکھا تو وہ ایک دوسرے سے لپٹ گئیں اور خدا کا شکر ادا کیا کہ ان کی جان بچ گئی۔

کنیز نے کہا:

"ہمیں اس غار سے نکل کر کسی دوسری جگہ پناہ لینی چاہیئے راج کماری! ہو سکتا ہے کوئی دوسرا سانپ

ادھر آ جائے۔"

راج کماری نے کہا:

"کہیں یہ جادوئی ترشول کا سانپ تو نہیں تھا جسے غدار وزیر نے مجھے ہلاک کرنے کے لیے بھیجا ہو؟"

کنیز نے کہا:

"اگر وہ ترشول کا سانپ بھی تھا تو دیوی دیوتاؤں نے اسے غائب کر دیا ہے۔ اب وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا لیکن ہمیں یہ غار چھوڑ دینا چاہیئے۔"

وہ رات کے اندھیرے میں ہی غار سے نکل کر باہر آ گئیں۔ جنگل سنسان تھا۔ درخت خاموش بھوتوں کی طرح اندھیرے میں چپ چاپ کھڑے تھے۔ کنیز نے راج کماری کو ساتھ لیا اور غار کے پیچھے سے ہو کر پہاڑی کی ڈھلان اتر گئی۔ آگے جا کر ایک بہت بڑا درخت آ گیا جس کا تنا اندر سے کھوکھلا ہو چکا تھا۔ اس کے اندر اتنی جگہ بن گئی تھی کہ وہ دونوں بڑی آسانی سے چھپ سکتی تھیں۔ دونوں اس میں جا کر چھپ گئیں۔ کنیز نے جھاڑیاں توڑ کر تنے کے منہ پر رکھ دیں اور تنے کو اندر سے صاف کر کے راج کماری کے سونے کے لیے جگہ بنا دی۔ تھوڑی دیر وہ باتیں کرتی رہیں۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ کچھ روز اسی درخت کے اندر رہیں گی اور پھر دھایا سے ملاپ کرنے کی کوشش کریں گی۔ اس کے بعد وہ سو گئیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ سانپ کی شکل میں ہوا میں اُڑتا جنگل کے اُوپر سے گذر گیا اور دریا پار ایک پرانے قلعے کے کھنڈروں میں ایک بارہ دری کے صحن میں جا گرا۔ گرتے ہی اس کی کایا پلٹ گئی اور وہ سانپ سے انسان بن گیا۔ اگرچہ ترشول ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو چکا تھا۔ لیکن ناگ پر اس کا سارا جادو موجود تھا۔ اب وہ ترشول کی قید میں نہیں تھا مگر وہ ترشول کے جادو میں قید تھا۔ وہ کسی کو نہیں پہچانتا تھا اور اس کے دماغ میں ماریا، عنبر کا ایک بھی خیال نہیں آ رہا تھا۔ وہ ایک جادو کے پتلے کی طرح پرانے قلعے کے کھنڈروں میں ساری رات گھومتا رہا۔ جب تھک گیا تو قلعے کے ایک غار میں گھس کر بیٹھ گیا اور سامنے والی دیوار کو ٹکٹکی باندھ کر تکنے لگا۔ اتنے میں وہاں روشنی کا دائرہ نمودار ہوا۔ اس دائرے میں مہارانی کلاوتی دیوی کی شکل اُبھر کر سامنے آ گئی۔ اس نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا:

"ناگ! اگر تم اسلام قبول نہ کر چکے ہوتے تو میں اسی جگہ تمہیں جلا کر بھسم کر دیتی۔ مگر تمہارے دل میں ایمان کا نور روشن ہو چکا ہے جس کے آگے میرا جادو نہیں چل سکتا۔ میں تمہیں مار نہیں سکتی۔ لیکن میں تم سے بدلہ ضرور لوں گی۔ میں تم کو اس پرانے قلعے کے قبرستان کی ایک پرانی قبر میں بند کر دیتی ہوں۔ تم اب ساری زندگی اس قبر میں رہو گے اور ہر رات جب جنگل میں سناٹا چھا

جائے گا تم قبر سے باہر نکل آؤ گے اور جنگل میں سے گذرنے والے اِکے دُکے مسافر کو مار کر اس کا خون پی جاؤ گے۔ تم اب انسانی خون پر ہی زندہ رہ سکو گے۔ یہی تمہاری سزا ہے۔"

اتنا کہہ کر مہارانی کلاوتی دیوی نے ناگ کی طرف اپنی انگلی کا اشارہ کیا۔ ناگ اپنی جگہ سے ہوا میں بلند ہو گیا اور پھر ہوا میں تیرتا ہوا قلعے کے پرانے قبرستان میں آ گیا۔ یہاں ایک بہت پرانی قبر ایک دم سے شق ہو گئی۔ ناگ اس کے اندر اتر گیا۔ اس کے اندر جاتے ہی قبر اپنے آپ بند ہو گئی۔ کلاوتی دیوی قبر کے اوپر ہوا میں بلند ہو کر کھڑی تھی۔ جب ناگ قبر کے اندر بند ہو گیا تو وہ غائب ہو گئی۔

دوسرے روز غدار وزیر نے جب دیکھا کہ ناگ اس کے حکم کے مطابق راج کماری کی لاش لے کر ابھی تک واپس نہیں آیا تو اُسے پریشانی ہوئی۔ جلدی سے اپنے سونے والے کمرے میں آ کر دیوار کے طاق میں سے ترشول کو نکالا تو وہ دھک سے رہ گیا۔ ترشول کے دو ٹکڑے ہو چکے تھے۔ اس نے گھبرا کر ترشول کو آوازیں دیں:

"اے ترشول! ناگ کو واپس لا ۔۔۔ اے ترشول میرا حکم مان اور راج کماری کو جہاں کہیں بھی ہے محل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں واپس لاؤ۔"

وہ بار بار یہی حکم دہراتا رہا مگر ترشول پر کوئی اثر نہ ہوا۔ ترشول کا جادو ٹوٹ چکا تھا اور اب وہ ایک معمولی ترشول کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔ غدار وزیر کے تو پسینے چھوٹ گئے۔ اسی ترشول کے رُعب پر تو وہ حکومت کرتا تھا۔ اگر اس کے سیناپتی اور مہامنتری یا رعایا کو یہ معلوم ہو گیا کہ ترشول کا جادو ختم ہو گیا ہے اور اس میں سے اِندر دیوتا جا چکا ہے تو وہ اس کے خلاف بغاوت کر دیں گے اور سب سے پہلے مہامنتری بکرم سنگھ ہی اس کی گردن اتار کر خود راجہ بن بیٹھے گا۔

غدار وزیر نے اسی وقت اپنے ایک خاص لوہار کو بلوایا اور اسے حکم دیا کہ اسی قسم کا ایک دوسرا ترشول فوراً تیار کرے اور کسی کو اس کی خبر نہ کرے۔ غدار وزیر نے لوہار کو سونے چاندی اور جواہرات کا انعام دینے کا وعدہ کیا اور اسے حکم دیا کہ ایک دن کے اندر اندر شام ہونے تک پہلے ترشول جیسا ہی ایک نیا ترشول بنا کر لے آئے۔

غدار وزیر سارا دن پریشان رہا۔ شام ہوئی تو خاص لوہار بھیس بدل کر شاہی خواب گاہ میں آ گیا اور کپڑے کے اندر سے نیا ترشول نکال کر دیا۔ وہ بالکل پہلے جیسا ترشول تھا۔ غدار وزیر نے اس پر ایک

ایسا مسالہ بھی لگوایا تھا جو روشنی میں رکھنے سے چمکتا تھا اور دیکھنے والوں کو ایسا لگتا تھا کہ اس میں سے چنگاریاں پھوٹ رہی ہیں غدار وزیر نے لوہار کو شاباش دی۔

لوہار نے کہا:

"مہاراج! میرا انعام؟"

وزیر نے مسکرا کر کہا:

"آؤ میرے ساتھ۔ تمہارا انعام تمہارا انتظار کر رہا ہے۔"

لوہار خوشی خوشی وزیر کے ساتھ چلا۔ وزیر ایک کوٹھڑی کے دروازے پر رُک گیا اور لوہار سے کہا:

"اندر آ جاؤ۔"

لوہار اندر داخل ہوا ہی تھا کہ وزیر نے پیچھے سے تلوار کھینچ کر ایک ایسا وار کیا کہ لوہار کی گردن کٹ کر دُور جا پڑی۔ وزیر نے کوٹھڑی کا دروازہ بند کر دیا۔ تلوار پر سے خون پونچھ کر اسے نیام میں رکھا۔ پرانے ترشول کے ٹکڑے ضائع کر دیئے اور اس کی جگہ نیا ترشول دیوار کی طاق میں چھپا دیا۔ اب وزیر کو ایک فکر لگا ہوا تھا کہ کسی طریقے سے راج کماری کو تلاش کر کے اسے بھی مار ڈالا جائے تا کہ وہ اس کے خلاف رعایا کو بھڑکا کر بغاوت نہ کروا سکے۔ اس نے اپنے خاص نجومی کو بلا کر کہا کہ وہ حساب لگا کر بتائے کہ راج کماری کس جگہ ہو سکتی ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نجومی نے کہا:

"مہاراج! اندر دیوتا کا ترشول تو آپ کو سب کچھ بتا سکتا ہے۔ کیا وہ آپ کے پاس نہیں ہے؟"

وزیر بولا:

"بات یہ ہے کہ میں راج کماری کے معاملے میں اِندر دیوتا کے ترشول سے مشورہ نہیں کرنا چاہتا۔ کیوں کہ مجھے شبہ ہے کہ کہیں راج کماری کو اندر دیوتا کی حمایت حاصل نہ ہو۔ ایسی حالت میں اگر میں نے اندر دیوتا کے ترشول سے راج کماری کے بارے میں پوچھا تو ہو سکتا ہے کہ وہ ہمارے خلاف ہو جائے۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ تم اپنی طرف سے حساب لگا کر بتاؤ کہ راج کماری کس جگہ چھپی ہوئی ہے۔"

غدار اور مکار وزیر کی یہ چال بڑی کامیاب رہی۔ شاہی نجومی قائل ہو گیا اور اس نے فوراً پتھر کی سِل پر زائچہ بنایا اور کچھ دیر اسے غور سے دیکھنے کے بعد بولا:

"مہاراج! آپ کا شک بالکل ٹھیک ہے۔"

"کیا مطلب؟" وزیر نے تعجب سے پوچھا۔

شاہی نجومی نے کہا:

"مہاراج! میرا حساب بتاتا ہے کہ راج کماری کرن کو اِندر

دیوتا کی بہن مہارانی کلاوتی دیوی کی حمایت حاصل ہے اور وہ اس وقت ریاست کے جنگل میں پرانے قلعے کے آس پاس کہیں چھپی ہوئی ہے۔"

وزیر نے پوچھا:

"کیا تمہارا حساب یہ نہیں بتاتا کہ وہ کس مقام پر چھپی ہوئی ہے تاکہ اسے وہاں جا کر تلاش کر کے ہلاک کر دیا جائے؟"

نجومی نے سر ہلا کر کہا:

"مہاراج! مجھے افسوس ہے کہ میرا زائچہ اس سے آگے کچھ نہیں بتا سکتا۔ چونکہ راج کماری کرن کو اندر دیوتا کی بہن مہارانی کلاوتی دیوی کی حمایت حاصل ہے۔ اس لیے میرا زائچہ ایک خاص جگہ پر پہنچ کر خاموش ہو گیا ہے اور وہ مجھے اس سے زیادہ کچھ نہیں بتا رہا۔"

غدار وزیر کے ماتھے پر شکن پڑ گئے۔ وہ ٹہلتے ہوئے کچھ سوچنے لگا۔ اس نے شاہی نجومی کو رخصت کر دیا اور اپنے خاص جلاد کو بلایا۔ یہ وہی جلاد تھا جس نے سادھو کی گردن کاٹی تھی اور جو غدار وزیر کے حکم پر سینکڑوں بے گناہ انسانوں کا خون بہا چکا تھا۔ یہ ایک موٹا تازہ سانڈ ایسا کالا کلوٹا جلاد تھا جس کے کانوں میں سونے کی بالیاں پڑی تھیں اور چمکتا خنجر کمر کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے وزیر کے خاص کمرے میں آتے ہی سر کو سجدے میں گرا دیا اور پھر ہاتھ باندھ کر بولا:

"مہاراج کی جے ہو! حکم دیجئے۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

وزیر نے اپنی انگلی میں سے ہیرے کی ایک قیمتی انگوٹھی اتار کر جلاد کو دی اور کہا:

"تم ہمیشہ ہمارے کام آتے رہے ہو۔ تم نے ہمیشہ ہمارے اشارے پر ہمارے دشمنوں کی گردنیں اتاری ہیں۔ اس وقت بھی ہمیں اپنے ایک سب سے بڑے دشمن کا سامنا ہے۔"

جلاد نے سر جھکا کر کہا:

"مہاراج! آپ اس کا نام بتائیے۔ یہ غلام ابھی اس کا سر قلم کر کے آپ کی خدمت میں حاضر کر دے گا۔"

وزیر بڑا خوش ہوا۔ اس نے جلاد کی انگلی میں خود ہیرے کی انگوٹھی پہناتے ہوئے کہا:

"یہ انگوٹھی ہماری دوستی کی نشانی بھی ہے اور تمہاری دوستی کا انعام بھی ہے۔"

جلاد نے کہا:

"مہاراج آپ کا دیا پہلے ہی میرے پاس بہت کچھ ہے۔

آپ حکم کیجئے۔"

غدار وزیر نے جلاد کو بتایا کہ اسے پتہ چلا ہے کہ راج کماری کرن پرانے قلعے والے جنگل میں قلعے کے کھنڈروں میں کسی جگہ اپنی کنیز کے ساتھ چھپی ہوئی ہے:

"مجھے ان دونوں کے سر چاہئیں۔ جب تم راج کماری کرن اور اس کی کنیز کے سر میرے پاس لاؤ گے۔ تو میں تمہیں اتنا انعام دوں گا کہ تمہاری سات پشتوں کے لیے کافی ہو گا۔"

جلاد نے سینے پہ ہاتھ رکھ کر کہا:

"مہاراج! یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے میں ابھی جا کر ان کے سر قلم کر کے لے آتا ہوں۔"

وزیر نے کہا:

"مگر تمہیں بڑی ہوشیاری سے وہاں جانا ہو گا۔ کیوں کہ ہو سکتا ہے راج کماری کرن کی حفاظت کرنے والے ——— میرا مطلب ہے اس کے مددگار بھی اس کے ساتھ ہوں۔"

غدار وزیر جلاد کو یہ نہیں بتانا چاہتا تھا کہ راج کماری کرن پر دیوی کلاوتی کا سایہ ہے۔ کیوں کہ اس طرح سے جلاد ڈر جاتا اور کبھی اسے قتل کرنے نہ جاتا اور اگر جاتا بھی تو یوں ہی گھوم گھام

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر واپس آجاتا اور کہتا کہ راج کماری کرن نہیں مل سکی۔

وزیر نے بڑی چالاکی سے دیوی کلاوتی کا نام گول کر دیا تھا۔

اس نے جلاد سے کہا:

"میرا خیال ہے کہ تم رات کی تاریکی میں جانا۔ اس طرح سے جنگل میں تمہیں کوئی دیکھ نہیں سکے گا۔ تم قلعے کے آس پاس راج کماری کرن کو تلاش کرنا۔ وہ تمہیں وہیں کسی کھوہ یا غار میں چھپی ہوئی ملے گی:"

جلاد نے سر جھکایا اور وزیر کو یہ یقین دلا کر رخصت ہوا کہ آج رات وہ راج کماری کرن اور کنیز ——— دونوں کے سر لا کر وزیر کی خدمت میں پیش کر دے گا۔ جلاد نے باقی دن اپنی خاص تلوار کو تیز کرنے میں گذارا۔ جب رات چھا گئی اور چاروں طرف اندھیرا پھیل گیا تو وہ منہ سر لپیٹ کر تلوار کپڑوں کے اندر چھپائے ہوئے شاہی محل کے پچھلے دروازے سے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا اور جنگل کی طرف روانہ ہو گیا۔

وہ رات کچھ زیادہ ہی اندھیری تھی۔ جنگل میں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا تھا۔ آدھی رات کے وقت آسمان پر ستارے کھل چکے تو جنگل میں درختوں کے نیچے ان کی ہلکی ہلکی روشنی اترنے لگی۔ راج کماری کرن اور کنیز پرانے کھنڈر والے دریا کے ادھر کے کنارے والے جنگل میں درخت کے تنے کے اندر بیٹھی تھیں اور

باتیں کر رہی تھیں۔

راج کماری نے کنیز سے کہا:

"ہم زیادہ دیر اس جنگل میں نہیں رہ سکتے۔ میں چاہتی ہوں کہ تم کل صبح بھیس بدل کر شہر میں ٹھاکر مان سنگھ کی حویلی میں جا کر اس سے ملاقات کرو۔ وہ ہمارے پتا جی کا گہرا دوست تھا۔ وہ راج گدی واپس دلانے میں میری ضرور مدد کرے گا:"

کنیز نے کہا:

"میرا اپنا بھی یہی خیال ہے کہ ہمیں اب اپنا کام شروع کر دینا چاہیئے۔ میں کل ٹھاکر مان سنگھ کے پاس ضرور جاؤں گی۔ اور ان سے مدد کی درخواست کروں گی۔ لیکن کہیں وہ بھی وزیر کے ساتھ تو نہیں مل گئے ہوں گے؟"

راج کماری کرن نے کہا:

"نہیں ——— ٹھاکر ایک خاندانی آدمی ہے اور ہمارے پتا جی کا وفادار دوست ہے۔ وہ غداروں کے ساتھ کبھی نہیں مل سکتا۔ مجبور ہو کر خاموش ہو گیا ہے میرا پیغام ملے گا تو وہ بہت خوش ہو گا اور ہماری ہر حالت میں مدد کرے گا:"

• دونوں وفادار اور مصیبت کی ماری سہیلیاں اگلے روز اپنی مہم

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شروع کرنے کا پروگرام بنا کر سو گئیں۔ انہیں کوئی خبر نہیں تھی کہ ایک کالا کلوٹا بھیانک چہرے والا شاہی جلاد اس وقت تلوار اپنے چغے کے اندر چھپائے اُن دونوں کے سر کاٹنے کے لیے اُن کی خواب گاہ کے اردگرد گھوم رہا ہے۔

جلاد کی آنکھیں اندھیرے میں بھی دیکھ رہی تھیں۔ رات کے بارہ بجنے میں کچھ منٹ رہتے تھے۔ خاموشی ــ اندھیرا ــ ستاروں کی دھیمی دھیمی پھیکی پھیکی پر اسرار روشنی پھیلی تھی۔ جلاد درختوں کے نیچے نیچے سوتا دبے پاؤں چل رہا تھا۔ اس کی لال لال مکار آنکھیں اس نیم اندھیرے میں بھی ہر شے کو اچھی سے دیکھ رہی تھیں۔

ادھر جب ٹھیک رات کے بارہ بجے اور آدھی رات گزر گئی تو پرانے قلعے کے قبرستان میں ناگ کی قبر اپنے آپ شق ہو گئی اور ناگ اس میں سے باہر نکل آیا۔ وہ قبر کے کنارے کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہونٹ انسانی خون کی پیاس سے خشک ہو رہے تھے۔ یہ کلاوتی دیوی کی بددعا کا اثر تھا۔ ناگ ترشول کے جادو سے نکل کر کلاوتی دیوی کی بددعا کی قید میں آ گیا تھا۔ دیوی نے اسے بددعا دی تھی کہ وہ ساری زندگی قبر میں گزارے گا اور ہر رات انسانوں کا خون پینے کی پیاس لے کر قبر کے اندر سے باہر آ جایا کرے گا۔ ناگ کو ایک پل کے لیے بھی اس اذیت اور بددعا کا احساس نہیں تھا۔ وہ ایک خون خوار درندہ بن چکا تھا۔

اس کی انسان کی بُو سونگھنے کی حس درندوں کی طرح تیز ہو گئی تھی اس کی آنکھیں سرخ تھیں اور چہرے سے وحشت اور درندگی ٹپکتی تھی۔ ناگ قبر کے چبوترے سے اتر آیا۔ اس نے اپنے نتھنے پھلا کر چاروں طرف سونگھا۔ اسے ایک جانب سے انسان کے خون کی بُو آئی وہ اس طرف روانہ ہو گیا۔

یہ جنگل کا وہ علاقہ تھا جہاں رات کے اندھیرے میں خونی جلاد تلوار چغے کے اندر چھپائے راج کماری کرن اور کنیز کے خفیہ ٹھکانے کو ڈھونڈتا پھر رہا تھا۔ وہ پرانے قلعے کی طرف آ رہا تھا۔ ناگ کا بھوت پرانے قلعے کے قبرستان سے نکل کر اس کی طرف جا رہا تھا۔ جلاد ایک ایک درخت کو سونگھ رہا تھا۔ ایک ایک پتھر کے پیچھے جھک کر دیکھتا تھا کہ کہیں کوئی چھپا ہوا غار تو نہیں ہے۔ اسے یقین تھا کہ راج کماری کرن یہیں کسی کھوہ میں چھپی ہو گی۔

یہ مکار جلاد بالکل ٹھیک راستے پر چل رہا تھا۔ کیوں کہ ادھر ہی وہ گنجان درخت تھا جس کے کھوکھلے تنے کے اندر راج کماری اپنی کنیز کے ساتھ گہری نیند سو رہی تھی۔ ناگ کا بھوت بھی خون کی بُو پر ادھر ہی چلا آ رہا تھا۔ اسے راج کماری اور کنیز کے خون کی بُو بجا بہ اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔ جو کہ جلاد کی خون کی بُو کے ساتھ شامل ہو گئی تھی۔

جلاد ایک جگہ رک گیا۔ اس کے سامنے گھاس کی ایک چھوٹی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سی کھلی جگہ تھی۔ جس کی ایک جانب بہت بڑے پھیلاؤ اور موٹے جوڑے تنے والا درخت کھڑا تھا۔ اس درخت کے اندر سے جلاد کو کسی کے خراٹوں کی آواز آ رہی تھی۔ یہ انسانی خراٹے تھے۔ جلاد کو پہچاننے میں دیر نہ لگی۔ وہ اپنے شکار تک پہنچ گیا تھا۔ وہ گھٹنوں کے بل جھک گیا اور دونوں ہاتھ زمین پر رکھ کر جانور کی طرح درخت کی طرف رینگنے لگا۔

ٹھیک اس وقت ناگ بھی کسی لاش کی طرح چلتا ہوا ایک ایک قدم اُٹھاتا۔ ہاتھوں سے جھاڑیاں پیچھے ہٹاتا خونی جلاد کے پیچھے درختوں میں سے نکل آیا۔ شاید ان دونوں درندوں کو اوپر بیٹھے ایک زرد طوطے نے دیکھ لیا تھا۔ وہ زور زور سے چیخ اٹھا۔ خونی جلاد جلدی سے نیچے بیٹھ گیا۔ مگر ناگ کا بھوت اسی طرح کھڑا رہا۔ وہ ایک جادو کے اثر والی زندہ لاش تھی۔ اسے کسی سے خوف کھانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ وہ اسی طرح جھاڑیاں پیچھے ہٹا کر آگے بڑھتا رہا۔ کیوں کہ اس نے جلاد کو گھاس پر بیٹھے دیکھ لیا تھا۔

طوطے کی تیز آواز نے راج کماری کو جگا دیا۔ اتنے دنوں سے جنگل میں رہتے ہوئے اسے علم ہو گیا تھا کہ آدھی رات کو پرندے چوروں درندوں اور ڈاکوؤں کو دیکھ کر شور مچا دیا کرتے ہیں۔ اس نے کنیز کو جگا دیا۔ دونوں ڈر رہی تھیں کہ خدا جانے کیا ہونے والا ہے۔ راج کماری کرن نے درخت کے تنے کے آگے سے جھاڑی پرے ہٹا

کر دیکھا تو اسے سامنے تھوڑے فاصلے پر جھاڑیوں میں ناگ ایک لاش کی طرح درخت کی طرف بڑھتا نظر آیا۔ وہ اپنے اصلی دشمن خونی جلاد کو نہ دیکھ سکی تھی جو اس کے پانچ قدم کے فاصلے پر اونچی گھاس میں چھپا بیٹھا تھا اور جس کو ناگ کے بھوت نے دیکھ لیا تھا۔ اس کے منہ سے چیخ نکلنے ہی والی تھی کہ عقل مند کنیز نے پیچھے سے اس کے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ کر پیچھے کھینچ لیا اور کان میں کہا:

"خاموش! شاید اس نے ہمیں نہیں دیکھا۔"

راج کماری کا دل بُری طرح سے دھڑک رہا تھا۔ کنیز کا بھی رنگ زرد تھا۔ خونی جلاد نے راج کماری اور کنیز کو دیکھ لیا تھا۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لاش کی چیخ

ناگ بھی خونی جلاد کے سر پر پہنچ گیا تھا۔

جلاد کو اچانک اپنے پیچھے پتوں کی سرسراہٹ سنائی دی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو اس کے سر پر ایک اونچا لمبا سرخ آنکھوں والا عجیب قسم کا انسان ایک زندہ لاش کی طرح دونوں بازو اٹھائے کھڑا تھا۔ اس نے اپنا ہاتھ چغے کے اندر ڈال کر تلوار نکالی ہی تھی کہ ناگ نے جھک کر ایک ہاتھ پوری طاقت سے جلاد کے کندھے پر مارا۔ ناگ کے وار میں شیر کی طاقت تھی۔ جلاد کا کندھا ٹوٹ کر لٹکنے لگا۔ تلوار اس کے ہاتھ سے گھاس پر گر پڑی اور پورا بازو بے کار ہو گیا۔ جلاد میں بھی ایک مست سانڈ جتنی طاقت تھی۔ وہ اٹھا اور غضب ناک ہو کر دوسرے بازو سے ناگ پر حملہ کر دیا۔ ناگ نے دوسرا ہاتھ مار کر اس کا دوسرا کندھا بھی توڑ دیا۔

اس کے بعد ناگ کے منہ سے ایک بھیانک چیخ نکلی۔

عا آو زمبا..........!

راج کماری اور کنیز کے دل سینوں کے اندر بند ہونے لگے۔ خونی

جلاد بھی اس موت کی چیخ سے لرز کر وہیں بیٹھ گیا۔ ناگ نے چیخ مارنے کے بعد دانت نکال کر دونوں ہاتھوں کے پنجے پورے کھول کر بازو اوپر اٹھا کر گھاس پر ٹھٹ پھوٹ کر پڑے ہوئے جلاد کو دیکھا۔ ناگ کے دانتوں سے چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں جو انسانی خون پر پیاس کی بجلی بن کر ٹوٹنے کو تیار تھیں۔ خونی جلاد اٹھ کر ایک طرف ڈرے ہوئے خرگوش کی طرح بھاگنے ہی لگا تھا کہ ناگ نے اپنی دسوں انگلیوں کے لمبے ناخن اس کی گردن کے نرم نرم گوشت میں گاڑ دیئے۔ خون کے دس فوارے ابل پڑے۔ ناگ نے ایک ایک دھار سے خون پیا۔ جلاد خوف اور درد کے مارے بے ہوش ہو چکا تھا۔ ناگ نے جلاد کو کھینچ کر گھاس پر لٹا دیا اور پھر اس کا پیٹ پھاڑ کر ادھیڑ ڈالا۔ ناگ نے اپنے پیاسے ہونٹ جلاد کی لاش کے پھٹے ہوئے پیٹ سے لگا دیئے اور درندے کی طرح خون پینے لگا۔

یہ کراہت بھرا منظر راج کماری اور کنیز کے تنے کے اندر سے ڈری ہوئی سہمی ہوئی حیران نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔ اور ان کی رگوں میں ان کا اپنا خون بھی سرد ہوا جا رہا تھا۔ یہ خونی ڈرامہ ان سے کچھ قدموں کے فاصلے پر ہو رہا تھا۔ انہیں ناگ کے خون پینے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ ان کے دل کانپ رہے تھے۔ کیوں کہ اس کے بعد شاید ان کی باری تھی۔ ان کا خیال تھا کہ ناگ کا بھوت یا ناگ کی لاش اصل میں ان کی طرف بڑھ رہی تھی کہ راستے میں جلاد آگیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور ہلاک ہو گیا۔ جب کہ اصل بات یہ تھی کہ ناگ نے راج کماری اور کنیز کو دیکھا تک بھی نہیں تھا۔ اس رات ناگ کا شکار جلاد تھا۔ جس کا خون پی کر ناگ اب اندھیری رات میں درختوں کے نیچے کھڑا سرخ زبان نکال کر اپنے ہونٹوں پر لگا خون چاٹ رہا تھا۔ اس کی آج رات کی خون کی پیاس بجھ چکی تھی۔ وہ جلاد کی کٹی پھٹی لاش کو وہیں چھوڑ کر پیچھے کو گھوما اور جنگل کے درختوں کے اندھیرے میں غائب ہو گیا۔

راج کماری کرن نے کہا:

"یہ کوئی چڑیل انسان کی شکل میں تھی۔ اس نے ہماری جگہ دیکھ لی ہے۔ یہاں سے نکل چلو نہیں تو وہ ہمارا بھی خون پی جائے گی اور ہمارا بھی یہی حشر ہو گا جو اس لاش کا ہوا:"

باقی ساری رات انہوں نے کھوکھلے تنے میں سہمے ہوئے گزار دی دن کی روشنی جنگل میں پھیلی تو انہیں کچھ حوصلہ ہوا۔ وہ درخت کے تنے میں سے نکل کر لاش کے پاس آئیں۔ لاش پر چیونٹیوں نے قبضہ کر رکھا تھا۔ پھر بھی اس کی شکل دیکھ کر راج کماری اور کنیز نے فوراً ہی جلاد کو پہچان لیا:

"اس غدار وزیر نے ہمیں مروانے کے لیے اس جلاد کو یہاں بھیجا تھا۔ بھگوان نے ہمیں بچا لیا۔ اب تو ہمیں یہاں

سے کسی دوسری جگہ چلے جانا چاہیے:"

کنیز نے کہا:

"کیوں نہ ہم شہر میں ٹھاکر مان سنگھ کی حویلی میں جا کر پناہ حاصل کر لیں:"

راج کماری نے کہا:

"نہیں ـــــ جب تک ہمیں ٹھاکر کی نیت کا علم نہیں ہو گا ہم اس کی حویلی میں نہیں جائیں گے۔ پہلے ہم کوئی دوسرا ٹھکانہ تلاش کرتے ہیں۔ پھر تم شہر جاؤ اور ٹھاکر مان سنگھ کی نیت کا حال معلوم کرو۔ اسے ہمارا پیغام دو اور اس کا جواب لے کر آؤ۔ اس کے بعد ہم وہاں جانے کے بارے میں کوئی فیصلہ کریں گے۔ تمہارا کیا خیال ہے:"

کنیز نے کہا:

"آپ مناسب سوچتی ہیں راج کماری ـــــ آیئے یہاں سے نکل چلیں:"

دونوں لاش سے ہٹ کر جنگل میں دریا کی طرف روانہ ہو گئیں۔ دریا وہاں سے کافی دور بہہ رہا تھا۔ اسی دریا کے کنارے پر وہ پرانا قلعہ اور قبرستان تھا جس کی قبر میں ناگ دبا ہوا تھا۔ لیکن راج کماری اور کنیز اس قلعے سے دور دریا کی وادی میں بانس کے ایک جنگل میں آ گئیں۔ دریا یہاں سے کافی دور تھا۔ یہ جگہ بڑی سرسبز اور ٹھنڈی تھی۔ بانس کے درختوں نے جگہ جگہ ٹھنڈے چھاتے بنا رکھے تھے۔ یہاں جنگلی پھلوں کے بے شمار

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

درخت تھے۔ انہوں نے ایک چشمے پر منہ ہاتھ دھویا اور جنگلی پھل کھا کر اپنی بھوک مٹائی۔ پھر ایک بانس کے جھنڈ میں گھاس پتے بچھا کر سونے کے لیے جگہ بنائی۔ راج کماری نے کنیز سے کہا کہ وہ شہر جا کر ٹھاکر مان سنگھ سے بات کرے۔

"میری فکر نہ کرو۔ میں یہاں کسی نہ کسی طرح تمہارے انتظار میں وقت گزار لوں گی۔"

کنیز نے راج کماری سے اجازت لی اور بانس کے جھنڈ سے نکل کر شہر کو جانے والے راستے پر روانہ ہو گئی۔ دن نکل آیا تھا اور روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ کنیز نے سیاہ چادر سے اپنا جسم لپیٹ رکھا تھا اور وہ کوئی دیہاتی عورت لگ رہی تھی۔

ادھر غدار وزیر نے دیکھا کہ جلاد واپس نہیں آیا تو اس نے اپنا خاص آدمی پرانے قلعے والے جنگل میں دوڑایا کہ جا کر پتہ کرو جلاد کے ساتھ کیا گزری۔ اس آدمی نے واپس آ کر خبر دی کہ جلاد کی کٹی پھٹی لاش جنگل میں پڑی ہے اور اسے کسی جنگلی درندے نے ہلاک کر ڈالا ہے۔ وزیر نے اس آدمی کو کہا کہ واپس جا کر اس کی انگلی سے ہیرے کی قیمتی انگوٹھی اتار لائے۔ اس کے بعد وزیر پریشان ہو کر ٹہلنے لگا کہ راج کماری کو کہاں اور کس طرح تلاش کروایا جائے۔ اس کا دماغ کوئی دوسری سازش تیار کرنے میں مصروف ہو گیا۔ اس نے اعلان کروا دیا کہ محل کی راج کماری اندر دیوتا کا مقدس تاج لے کر محل سے فرار ہو گئی ہے اور اندر دیوتا نے حکم دیا ہے کہ وہ جہاں کہیں بھی ہو اسے پکڑ

کر اندر دیوتا کے مندر میں جلتی آگ میں زندہ جلا دیا جائے۔ اس اعلان کے موقع پر غدار وزیر نے نقلی ترشول بھی لوگوں کو فضا میں بلند کر کے دکھایا۔ اس کے مسالے میں سے روشنی کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔ درباری وزیر کے اس اعلان پر اس کے ساتھ مل گئے تھے۔ وزیر نے راج کماری کی گرفتاری کے لیے بھاری انعام کا اعلان بھی کر دیا۔

عین اس وقت راج کماری کی کنیز ٹھاکر مان سنگھ کے پاس بیٹھی اس سے خفیہ ملاقات کر رہی تھی۔ ٹھاکر مان سنگھ نے کہا۔ "راج کماری سے جا کر کہو کہ حالات بڑے نازک ہیں۔ غدار وزیر نے سارے درباریوں اور فوج کو جادو کی ترشول دکھا کر اپنے ساتھ کر لیا ہے۔ کوئی شخص اس کے خلاف بات نہیں کرتا۔ لوگ ڈرتے ہیں کہ اگر انہوں نے وزیر کے خلاف کوئی قدم اٹھایا تو اندر دیوتا کی ترشول انہیں ہلاک کر ڈالے گی۔

"راج کماری سے کہو کہ ابھی کچھ دیر انتظار کرے اور جنگل میں ہی کسی جگہ چھپی رہے۔ جب حالات ذرا بدلے تو میں خود اس کے حق میں بغاوت کا جھنڈا بلند کر دوں گا۔"

کنیز نے واپس آ کر راج کماری کو ساری باتیں سنا دیں۔ راج کماری ناامید ہو گئی۔ اس کا چہرہ اداس ہو گیا۔

"کیا ہمیں اس جنگل میں ہی رہنا ہو گا۔ کیا ہم غدار وزیر سے اپنے ماں باپ کے خون کا بدلہ لے سکیں گے؟"

کنیز نے کہا:

"ہمیں صبر اور عقل سے کام لینا ہو گا راج کماری! ٹھاکر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مان سنگھ نے ہمیں بڑا صحیح مشورہ دیا ہے۔"

راج کماری نے کہا:

"کیا ہم کسی طرح اس جادو کی ترشول پر قبضہ نہیں کر سکتے؟"

کنیز نے کہا:

"وہ تو اندر دیوتا کی ترشول ہے۔ اسے کون چھڑا سکتا ہے؟"

راج کماری نے کہا:

"کاش میں اس ترشول کو ٹکڑے ٹکڑے کر سکتی۔"

اسے معلوم ہی نہیں تھا کہ ترشول کے ٹکڑے اڑ چکے ہیں اور غدار وزیر کے پاس نقلی ترشول ہے۔ مگر ہونی ہو کر رہتی ہے۔ انسان کی قسمت میں جتنی تکلیف سہنی لکھی ہوتی ہے وہ اسے سہنی ہی پڑتی ہے۔ راج کماری نے دل پر جبر کر کے ٹھاکر مان سنگھ کا مشورہ مان لیا اور یہی فیصلہ کیا کہ وہ حالات کے بدلنے کا انتظار کرے گی اور اسی جنگل میں چھپی رہے گی۔

دوسری طرف عنبر اور ماریا سفر کرتے کرتے آخر دریا کے اس طرف والے کنارے پہنچ گئے۔ یہی دریا کا کنارہ تھا جس کے بارے میں گورو دیو نے کہا تھا کہ وہاں انہیں ایک مسلمان درویش بزرگ ملے گا جس کے پاس ناگ پر کیے گئے جادو کا توڑ ہو گا۔

ماریا نے کہا:

"اس بزرگ کو دریا پر کس جگہ تلاش کیا جائے؟ میرا خیال ہے ان کی کٹیا یہیں کہیں ہونی چاہیے۔"

عنبر نے دیکھا کہ دریا کے کنارے ایک جگہ ناریل کے درختوں کا جھنڈ ہے۔ اس کے اندر ایک جھونپڑی بنی ہوئی ہے۔ اس نے ماریا سے کہا:

"ہو نہ ہو یہی جھونپڑی اس بزرگ کی ہو سکتی ہے۔ آؤ وہاں چل کر دیکھتے ہیں۔"

دونوں درختوں کے جھنڈ میں آئے تو انہوں نے دیکھا کہ جھونپڑی خالی پڑی ہے۔ وہاں پانی کا ایک مٹکا تھا اور نماز پڑھنے کی جگہ بنی ہوئی تھی۔ اتنے میں ایک نورانی شکل والے بزرگ آ گئے۔ عنبر نے انہیں اٹھ کر سلام کیا۔

بزرگ نے عنبر کے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا:

"کیا ہماری بیٹی ماریا ہم سے سلام دعا نہیں لے گی؟"

ماریا چونک پڑی۔ بزرگ نے اسے دیکھ لیا تھا۔ ماریا نے بھی ادب سے سلام کیا اور کہا:

"پھر تو آپ یہ بھی جانتے ہوں گے کہ ہم آپ کے پاس کس لیے حاضر ہوئے ہیں۔"

بزرگ جانماز پر بیٹھ گئے اور آنکھیں بند کر کے تسبیح پھیرنے لگے۔ پھر آنکھیں کھولیں اور کہا:

"تمہارا بھائی ناگ جس ترشول میں قید تھا، وہ ترشول

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لوٹ چکا ہے۔ راجہ کے پاس نقلی ترشول ہے۔"

عنبر نے پوچھا:

"اور ناگ کہاں ہے محترم بزرگ؟"

بزرگ نے کچھ دیر کے لیے آنکھیں بند کر لیں اور پھر انھیں کھول کر کہا:

"ناگ! ایک بڑے عذاب میں ہے۔ اگر وہ ایک خدا ایک رسول اور ایک قرآن کا ماننے والا نہ ہوتا تو اب تک جل کر خاک میں مل چکا ہوتا۔ کالاوتی دیوی نے اسے اپنے جادو میں جکڑ کر درندہ بنا دیا ہے۔ وہ دریا پار پرانے قلعے کے قبرستان میں ہے۔ جہاں ایک قبر ہے۔ اس قبر میں وہ مُردہ حالت میں پڑا ہے۔ رات جب آدھی بیت جاتی ہے تو وہ انسانی خون کا پیاسا درندہ بن کر قبر سے باہر نکل آتا ہے اور اپنے شکار کی تلاش شروع کر دیتا ہے۔"

عنبر اور ماریا نے ناگ کا یہ حال سُنا تو انھیں بے حد دُکھ ہوا، انھوں نے بزرگ سے پوچھا کہ ناگ کی یہ حالت کیسے ٹھیک ہو سکتی ہے؟

بزرگ نے اپنی صدری کی جیب سے ایک سفید کانچ کی چھوٹی تسبیح نکال کر دی اور کہا:

"اس تسبیح کو لے کر تم آدھی رات کو قلعے والے پرانے

قبرستان میں جاؤ۔ جب قبر شق ہو جائے اور ناگ باہر نکل کر تم پر حملہ کرے تو اس تسبیح کو آگے کر دینا۔ اس وقت تسبیح کے سفید موتیوں کا رنگ سرخ ہو جائے گا۔ ناگ بہت تڑپے گا، بلبلائے گا۔ مگر تم تسبیح پیچھے مت کرنا۔ جب وہ چیخ مار کر قبر میں چھلانگ لگا دے تو تم اس تسبیح کو قبر میں پھینک دینا اور پھر جو ہوگا اسے دیکھنا۔"

عنبر اور ماریا نے بزرگ کو ادب سے سلام کیا اور وہاں سے دریا پر آ گئے۔ ایک پرانی کشتی کنارے کے ساتھ ریت میں پھنسی ہوئی تھی۔ انھوں نے کشتی ریت سے نکال کر دریا میں ڈالی اور اس پر سوار ہو کر دریا پار کر گئے۔ دریا کے دوسرے کنارے پر شہتوت اور آم کے بے شمار درخت تھے۔ یہ جنگلی پھل تھا۔ وہ چلتے چلے گئے۔ دوپہر کے بعد جب شام ہوئی تو انھیں ایک پرانے قلعے کے کھنڈر نظر آئے۔

ماریا نے کہا:

"یہی وہ پرانا قلعہ ہے عنبر جہاں قبرستان میں ناگ رہتا ہے۔"

"ہاں۔ مگر ہمیں اس کے قبر سے باہر نکلنے کا انتظار کرنا ہوگا۔ اور وہ آدھی رات کو باہر آئے گا۔"

دونوں جنگل میں ایک چٹان کے پاس ہرے بھرے درختوں کے سائے میں آ کر بیٹھ گئے۔ یہاں جھاڑیوں میں ایک چشمہ بہہ رہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ عنبر اور ماریا خاموش بیٹھے تھے کہ انہیں کسی کے پاؤں کی آہٹ سنائی دی۔ عنبر نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر ماریا کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ وہ اٹھ کر جھاڑیوں کے پاس گیا اور دوسری طرف جھانک کر دیکھا۔

راج کماری کی کنیز چشمے سے صراحی میں پانی بھر کر واپس اپنے غار کی طرف جا رہی تھی۔ سورج غروب ہو رہا تھا۔

عنبر نے ماریا کو وہ لڑکی دکھائی اور آہستہ سے کہا:

"یہ کون ہو سکتی ہے؟ جاؤ تم اس کا پیچھا کرو۔"

ماریا کنیز کے پیچھے پیچھے چل دی۔ کنیز پانی کی صراحی لے کر غار میں راج کماری کے پاس آ گئی۔ ماریا نے ایک خوب صورت بھولی بھالی لڑکی کو دیکھا تو حیران ہوئی کہ یہ دونوں لڑکیاں یہاں کس لیے چھپی ہوئی ہیں۔ اس نے واپس آ کر عنبر کو بتایا۔ عنبر اور ماریا نے فیصلہ کیا کہ لڑکیوں سے ملنا چاہیے۔ وہ دونوں غار کے دروازے پر آ گئے۔ عنبر نے اچانک اندر جھانک کر دیکھا اور کہا:

"گھبراؤ نہیں میری بہنو! میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔ یہ بتاؤ کہ تم یہاں کیوں چھپی ہوئی ہو؟"

راج کماری کرن نے گھبرائی ہوئی آواز میں پوچھا کہ تم کون ہو؟

عنبر نے بتایا کہ وہ دوسرے ملک کا رہنے والا ہے اور اس ملک کی سیر کرنے آیا ہے۔ اس جنگل سے گزر رہا تھا کہ تمہاری باتیں کرنے کی آواز سن کر ادھر آ گیا۔

"مجھے اپنے بارے میں سچ سچ بتا دو۔ میں تمہارا ہمدرد ہوں اور تمہاری مدد کروں گا۔"

راج کماری نے کہا:

"ہم دو غریب ماں باپ کی بیٹیاں ہیں۔ ہمارے ماں باپ مر چکے ہیں۔ یہاں غار میں رہتی ہیں۔ لکڑیاں کاٹ کر گزارا کرتی ہیں۔"

راج کماری نے جھوٹ بولا تھا۔ ماریا بھی وہیں غار میں موجود تھی۔ رات ہو گئی۔ تو عنبر نے کہا:

"اچھا بہنو! میں جاتا ہوں۔"

وہ غار سے باہر آ کر ایک طرف جھاڑیوں کے درمیان جا کر بیٹھ گیا۔ ماریا بھی اس کے ساتھ ہی تھی۔ وہ آدھی رات کا انتظار کر رہے تھے۔ جب ناگ کو قبر سے نکل کر انسان کی تلاش میں جنگل میں نکلنا تھا۔ دونوں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے کہ یہ لڑکیاں کون ہو سکتی ہیں؟ باتوں ہی باتوں میں انہیں نیند آ گئی۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ اپنے آپ ان کی آنکھیں بند ہونے لگیں اور وہ سو گئے۔ وہ سو رہے تھے کہ آدھی رات ہو گئی۔

جنگل پر زرد زرد پر اسرار چاند نے اپنی پھیکی روشنی کی چادر پھیلا دی۔ ہر طرف ایک دہشت سی چھا گئی۔ عین اس وقت پرانے قبرستان کی ایک قبر کی چھت آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگی۔ قبر میں ایک سوراخ ہو گیا۔ اور اس میں سے ناگ اوپر کو اٹھنے لگا۔ وہ ایک مُرتے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی طرح سیدھا تھا۔ قبر سے باہر آ کر اس نے اپنے نتھنے پھلا کر چاروں طرف سونگھا۔ اسے ایک جانب سے انسانی خون کی بُو آئی۔ وہ اس طرف چل پڑا۔ یہ بُو اسے اس غار سے آئی تھی جس کے اندر راج کماری اور کنیز سو رہی تھیں۔ ماریا اور عنبر کے خون کی بُو ناگ کو نہیں آ سکتی تھی۔ ناگ کی لاش سوکھے پتوں پر چلتی غار کی طرف آ گئی۔ وہ ان جھاڑیوں کے قریب سے بھی گزرا۔ جہاں عنبر اور ماریا بے خبر ہو کر سو رہے تھے۔ ناگ کی لاش غار کے منہ پر آ کر جھک گئی۔ غار کے اندر سے انسانی خون کی بڑی تیز بُو آ رہی تھی۔ اس کی سرخ آنکھیں چمکنے لگیں اور خون کے پیاسے ہونٹ پھڑکنے لگے۔ اس نے دونوں بازو ہوا میں بلند کیے اور ایک دہشت ناک چیخ ماری۔

"عا اُو زمبا....."

- کیا ناگ کی لاش راجکماری اور کنیز کا خون پی سکی؟
- عنبر اور ماریا نے کیا دیکھا؟
- ناگ اور عنبر ماریا کی ملاقات کس حالت میں ہوئی؟

یہ آپ عنبر ناگ ماریا کی قسط ۳۴ "آسیب کی دلدل" میں پڑھیں گے!

قریبی بک سٹال سے خرید فرمائیں!

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مُراد ریٹائرڈ انسپکٹر ری اور موتی
صوبے کارنامے

- جس روز شہر میں قتل ہُوا
- بھوت اور موتی
- ایک سے بڑھ کر ایک
- موتی اور سمگلر
- ٹیلی فون پر موت
- پیلا لفافہ
- شیشے کا آدمی
- برف پر خُون

ستّار طاہر
کے
نئے
ناول

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

اپنے قریبی بک سٹال سے
خرید فرمائیے یا براہ راست ہم سے منگوائیے!
مکمل سیٹ منگوانے پر
ڈاک خرچ
ادارہ ادا کرے گا!

مکتبہ اقرأ ۱۴۔ بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور